Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
سوموار
۱۹، فروری ۱۹۹۰ء
جلد ۷۵/۴۰
۲۲، رجب ۱۴۱۰ھ
۱۹، تبلیغ ۱۳۶۹ ہش
نمبر ۴۲

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالےٰ کا

تازہ منظوم کلام

مکرم ایڈیٹر صاحب الفضل ۔ ربوہ

قبل ازیں الفضل کے لئے "غزل آپ کے لئے" بھجوائی تھی۔ اس کا پس منظر تو مَیں خطبہ میں بیان کر چکا ہوں اب ایک اَور نظم "دشتِ طلب میں" آپ کو بھجوا رہا ہوں۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ آج سے ۱۵ ۔ ۲۰ سال قبل حضرت حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) نے مجھے یہ طرح مصرعہ دیا تھا ؎

دیر و حرم کو چھوڑ کر رند نکل نکل پڑے

چند شعر تو اِس پر ان کی زندگی میں ہوئے تھے لیکن افسوس کہ ان کو سُنا نہیں سکا۔ پھر بعد میں انگلستان آکر اس میں چند اشعار کا اضافہ کیا ہے۔ اس کے چھٹے شعر کے دوسرے مصرعہ میں عربی لفظ "طَلّ" کے استعمال میں کچھ زبردستی کی ہے لیکن یہ مجبوری تھی۔ قرآن کریم میں استعمال ہونے والا یہ لفظ اتنا پیارا ہے کہ مَیں سمجھتا ہوں اردو کو اسے اپنا لینا چاہئے۔ شبنم اور پھوار کے بین بین کیفیت کو ظاہر کرنے کے لئے عربی کے اس لفظ کے متبادل غالباً کسی اور زبان میں کوئی لفظ نہیں۔

والسلام

خاکسار مرزا طاہر احمد

دشتِ طلب میں

دشتِ طلب میں جابجا، بادلوں کے ہیں دَل پڑے
کاش کسی کے دل سے تو چشمۂ فیض اُبل پڑے

بے آسراؤں کے لئے کوئی تو اشکبار ہو
پیاس بجھے غریب کی تشنہ لبوں کو کل پڑے

بادِ سموم سے چمن ۔ دردوں دکھوں سے لد گیا
آہِ فقیر سے مرے ۔ اشک اُبل اُبل پڑے

چشمِ حزیں کے پار اُدھر ۔ دردِ نہاں کی جھیل پر
کھلتے ہیں کیوں کسے خبر حسرتوں کے کنول پڑے

سود و زیاں سرور و غم ۔ روشنیوں کے زیر و بم
آس بجھے تو یاس کے دیپ کی لَو اچھل پڑے

چاند نے پی ہوئی تھی رات ۔ ڈول رہی تھی کائنات
نُور کی مے اُتر رہی تھی ۔ عرش سے جیسے طَلّ پڑے

صبر کا درس ہو چکا ۔ اب ذرا حالِ دل سُنا
کہتے ہیں، تجھ کو، ناصحا ۔ چین نہ ایک پَل پڑے

آنکھ میں پھانس کی طرح ہجر کی شب اٹک گئی
اے مرے آفتاب آ ۔ رات ٹلے تو کل پڑے

کون رہِ فراق سے لوٹ کے پھر نہ آسکا
کس کے نقوشِ منتظر ۔ رہ گئے بے محل پڑے

ساقیٔ بے نیاز کی بے سروپا تلاش میں
دیر و حرم کو چھوڑ کر رند نکل نکل پڑے

راہِ لقا میں منزلِ مرگ پہ سب مچل گئے
ہم بھی رُکے رُکے سے تھے ۔ اِذن ہوا تو چل پڑے

؎ شبنم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی۔ ربوہ
قیمت تین روپے

۱۹؍ تبلیغ ۱۳۶۹ ہش ۱۹؍ فروری ۱۹۹۰ء

حضرت فضل عمر
(اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے)

خدا تعالیٰ کی بتائی ہوئی باتوں کے مطابق حضرت فضل عمر (اللہ تعالےٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) جلد جلد بڑھے۔ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کئے گئے۔ قوموں کی رہائی اور ترقی کا باعث بنے۔ دنیا کے کناروں تک آپ نے شہرت پائی۔ ہمیشہ خدا تعالےٰ کا سایہ آپ کے سر پر رہا۔ علم و فضل کے وہ دریا بہائے کہ قیامت تک آپ کے شاگرد آپ سے مستفید اور مستفیض ہوتے رہیں گے۔ جماعت کو نہ صرف مضبوط بنیادوں پر قائم کر دیا بلکہ اس کی ہمہ جہت ترقی کی راہیں کھول دیں۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے وصال پر حضور کے سرہانے کھڑے ہو کر جو عہد کیا وہ اسطرح نبھایا کہ عہد نبھانے کا حق ادا ہو گیا۔

یہ سب باتیں۔ اور ایسی ہی بہت سی دیگر متعلقہ باتیں۔ حضرت بانی سلسلہ میں ہمارے ایمان کو مضبوط سے مضبوط تر کرتی ہیں اور حضرت فضل عمر کے فضل عمر ہونے کے یقین کو پختہ سے پختہ تر۔ ہم جتنا بھی غور کریں۔ ماحول پر نظر ڈالیں۔ دنیا کے کونے کونے میں رُونما ہونے والی تبدیلیوں کو بنظرِ غائر دیکھیں ہمیں اللہ تعالےٰ کی ہستی اور اس کی قدرت کاملہ پر تعجب انگیز طور پر سکون اور اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ اور یہی سکون اور اطمینان ایمان پیدا کرتا ہے اور اسے مستحکم بناتا ہے۔

اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ جس شخص سے یہ ساری باتیں وابستہ تھیں وہ بطور انسان۔ بطور بیٹا۔ باپ۔ بھائی۔ خاوند۔ کیسا تھا۔ یہ پہلو ہماری نجی زندگی کے لئے خاص اہمیت کا حامل ہے کیونکہ یہی وہ باتیں ہیں جن کو اپنا کر۔ جن کے نقشِ قدم پر چل کر۔ ہم اپنی زندگی کو بہتر بنا سکتے ہیں حضور کا کس سے کیا سلوک تھا۔ اور حضور کی گھریلو مصروفیات کیا تھیں۔ دوستوں سے دوستی کیسی تھی اور دشمنوں سے عفو کا کیسا سلوک تھا۔

الفضل کی آج کی اشاعت میں ہم نے کوشش کی ہے کہ زیادہ تر اسی پہلو کو اُجاگر کیا جائے۔ اگرچہ محدود صفحات میں بہت کم باتیں کہی جا سکتی ہیں۔ اور بلاشبہ ہم بھی صرف چند ایک باتیں ہی پیش کر سکے ہیں۔ لیکن جو کچھ ہم نے پیش کیا ہے وہ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ ایسی باتوں کو سامنے رکھ کر ان سے سبق حاصل کرنا ہمارا فرض ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ہر سال آج کے دن ان باتوں کا ذکر کرنا۔ ان پر غور کرنا۔ اور انہیں اپنے لائحہ عمل میں شامل کرنا ہی اس دن کی یاد کے مقصد کو پورا کر سکتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اس کی توفیق بخشے۔

نُور پر آسماں سے نُور اُترا
اور کردار ہوگیا صیقل

بات کی، تو سمجھ گئے سب لوگ
اور ہر دل میں مچ گئی ہلچل

ابوالاقبال

ذکرِ جمالِ یار کی محفل بپا کریں
اُن کو دکھائیں داغ، درِ دل کو وا کریں

ہم اُن کے نقشِ پا کو سمجھتے ہیں رہنما
ہو پائے اِنکی قدر تو اس سے سوا کریں

لبیک کہہ دیا ہے ہر اک بات پر تو اب
لازم ہے گام گام پہ ان کا کہا، کریں

ہم پھیلنے پہ آئے تو پھیلے ہر ایک سمت
اب اور پھیل جائیں، یہ مل کر دُعا کریں

ہاتھوں میں ہے کلامِ الٰہی دِلوں میں سوز
اس درد سے ہر ایک کو ہم آشنا کریں

یہ مطمحِ نظر ہے کہ سب لوگ ایک ہوں
دِل سے کسی کو اپنے، نہ ہرگز جُدا کریں

عشقِ رسولِ پاکؐ ہو ہر ایک کو نصیب
گمبھیر ظلمتوں کو بدل کر ضیاء کریں

رکھ دیں چراغ اپنی چھتوں کی منڈیر پر
جو چاہتے ہیں آکے وہ ہم سے مِلا کریں

جو کچھ نصیب ہے وہ سعادت کی بات ہے
ہم وہ نہیں، نہ ملنے پہ کوئی گِلہ کریں

ہم کیوں کسی کے بُت کو ملامت کریں نسیمؔ
ہم کیوں کہیں کسی سے کریں تو وہ کیا کریں

نسیم سیفی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تمام دُنیا میں پھیل جاؤ

(اپنی اور سلسلہ کی عزّت کے لئے)

(حضرت فضل عمرؓ)

مجھے شروع سے ہی خیال تھا۔ اور اس خیال کے ماتحت میں نے باہر مشن قائم کئے تھے بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ بیرونی مشنوں پر روپیہ خرچ کرنا بے وقوفی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ یہ خیال صرف اس وجہ سے پیدا ہوا کہ ایسے لوگوں نے سلسلہ کی اہمیت کو نہیں سمجھا اور اسے ایک انجمن خیال کر لیا ہے۔ مذہبی سلسلے ضرور ایک وقت دنیا کے توپ خانوں کی زد میں آتے ہیں اور وہ کبھی ظلم و ستم کی تلوار کے سایہ بغیر ترقی نہیں کر سکتے۔

پس ان کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ مختلف ممالک میں ان کی شاخیں ہوں تاکہ اگر وہ ایک جگہ ظلم و ستم کا تختہ مشق ہوں تو دوسری جگہ امن کے ساتھ ان کی ترقی ہو رہی ہو۔ پس ہمارا فرض ہے کہ نئے نئے ممالک میں جا کر دعوت الی اللہ کریں۔

روحانیت کی بھی ایک رَو ہوتی ہے جو بعض ملکوں میں دب جاتی ہے اور بعض میں زور سے چل پڑتی ہے پس اگر تم دنیا میں نہ پھیلے اور سو گئے تو وہ تمہیں گھسیٹ کر جگائے گا۔ اور ہر دفعہ کا گھسیٹنا پہلے سے زیادہ سخت ہوگا۔ پس پھیل جاؤ دنیا میں۔ پھیل جاؤ مشرق میں۔ پھیل جاؤ مغرب میں۔ پھیل جاؤ شمال میں۔ پھیل جاؤ جنوب میں۔ پھیل جاؤ یورپ میں۔ پھیل جاؤ امریکہ میں۔ پھیل جاؤ افریقہ میں۔ پھیل جاؤ جزائر میں۔ پھیل جاؤ چین میں۔ پھیل جاؤ جاپان میں۔ پھیل جاؤ دنیا کے کونہ کونہ میں۔ یہاں تک کہ دنیا کا کوئی گوشہ۔ دنیا کا کوئی ملک۔ دنیا کا کوئی علاقہ ایسا نہ ہو جہاں تم نہ ہو۔ تم جہاں جہاں جاؤ۔ اپنی عزت کے ساتھ سلسلہ کی عزت قائم کرو۔ جہاں پھر اپنی ترقی کے ساتھ سلسلہ کی ترقی کے موجب بنو۔

پس قریب سے قریب زمانہ میں دور سے دور علاقوں میں جا کر احمدیت قائم کرنا تحریک جدید کا ایک مقصد ہے۔

حضرت فضل عمرؓ کی حیاتِ طیّبہ پر ایک نظر

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور کی ولادت باسعادت کی عظیم الشان خوشخبری (فضل عمرؓ)	۲۰ فروری ۱۸۸۶ء
ولادت باسعادت	۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء مطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۰۶ھ بروز ہفتہ گیارہ بجے شب بمقام قادیان
عقیقہ	۱۸ جنوری ۱۸۸۹ء
قرآن مجید ختم کرنے کی مبارک تقریب	۷ جون ۱۸۹۷ء
تعلیم الاسلام سکول میں داخلہ	۱۸۹۸ء
حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے دستِ مبارک پر بیعت	
انجمن تشحیذ الاذہان کی بنیاد	۱۹۰۰ء
پہلی شادی (حضرت ام ناصر کے ساتھ)	نکاح ۱۹۰۲ء، شادی ۱۹۰۳ء
مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ میں شمولیت	جنوری ۱۹۰۶ء
رسالہ تشحیذ الاذہان کا اجراء	مارچ ۱۹۰۶ء
مجلس انصار اللہ کا قیام	۱۹۱۱ء
اخبار الفضل کا اجراء	جون ۱۹۱۳ء
امامت ثانیہ کے بابرکت عہد کا آغاز	۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء
پہلی مجلس شوریٰ	۱۲ اپریل ۱۹۱۴ء
لنڈن میں احمدیہ مشن کا قیام	اپریل ۱۹۱۴ء
سیلون اور ماریشس میں دعوتِ احمدیت	۱۹۱۵ء
مینارہ کی تکمیل	دسمبر ۱۹۱۶ء
قرآن مجید کے پہلے پارہ کے انگریزی ترجمہ کی اشاعت	۱۹۱۶ء
دنیا کے ۱۸ حکمرانوں کو دعوت احمدیت	۱۹۱۸ء
نظارتوں کے نظام کا قیام	۱۹۱۹ء
امریکہ اور افریقہ میں احمدیت کا آغاز	۱۹۲۱ء
مجلس مشاورت کا باقاعدہ آغاز	۱۹۲۲ء
احمدی مستورات کی لجنہ اماء اللہ کے نام سے تنظیم	۱۹۲۳ء
پہلا سفر یورپ اور لنڈن میں بیت الفضل کی بنیاد	۱۹۲۴ء
محکمہ قضاء کا اجراء	۱۹۲۵ء
احمدی مستورات کے جلسہ سالانہ کا آغاز	۱۹۲۶ء
نصرت گرلز سکول کا اجراء	۱۹۲۵ء
اور سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسوں کا آغاز	۱۹۲۸ء
آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا قیام اور اس کی صدارت	۱۹۳۱ء
تحریک جدید کا آغاز	۱۹۳۴ء
مجلس خدام الاحمدیہ اور مجلس اطفال الاحمدیہ کا قیام	۱۹۳۸ء
امامت ثانیہ کی سلور جوبلی کی عظیم الشان تقریب	۱۹۳۹ء
ہجری شمسی تقویم کا آغاز	۱۹۴۰ء
فضل عمرؓ کا مصداق ہونے کا دعویٰ اور ہوشیار پور لدھیانہ، لاہور اور دہلی کے عظیم الشان جلسوں میں حضور کی معرکۃ الآراء تقریریں	۱۹۴۴ء
تعلیم الاسلام کالج کا قیام	۱۹۴۴ء
فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کا قیام	۱۹۴۶ء
دنیا کی آٹھ مشہور زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کی تکمیل کا اعلان	۱۹۴۶ء
نئے مرکز ربوہ کا افتتاح	۱۹۴۸ء
جامعہ نصرت کا قیام	۱۹۵۱ء
حضور پر قاتلانہ حملہ	۱۹۵۴ء
قرآن کریم کے ڈچ ترجمہ کی اشاعت	〃
دوسرا سفر یورپ	۱۹۵۵ء
تحریک وقف جدید کا آغاز	۱۹۵۸ء
قرآن کریم کے جرمنی ترجمہ کے دوسرے ایڈیشن کی اشاعت	۱۹۵۹ء
امامت ثانیہ کے پہلے پچاس برس پورا ہونے پر اللہ تعالیٰ کے حضور اظہار تشکر اور دعائیں	۱۹۶۴ء

"اپنے ایمانوں کو بڑھاؤ۔ اپنے تفرقے دور کرو۔ اور ذکر الٰہی کثرت سے کرو۔"

حضرت فضل عمرؓ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

منظوم کلام سیّدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو)

بادۂ عرفان

بادۂ عرفاں پلا دے ہاں پلا دے آج تو
خوابِ غفلت میں پڑا سویا کروں گا کب تلک
جس کے پڑھ لینے سے کُھل جاتا ہے رازِ کائنات
مجھ کو سینہ سے لگا لے ہاں لگا لے پھر مجھے
نااُمّیدی اور مایوسی کے بادل پھاڑ دے
کب تلک رِستا رہے گا جانِ من ناسورِ دل
یا مرے پہلو میں آکر بیٹھ جا پھر بیٹھ جا
جس سے جل جائیں خیالاتِ من و مائی تمام
دامنِ دل پھیلتا جاتا ہے بے حدّ و حساب
جس سے سب چھوٹے بڑے شاداب ہوں سیراب ہوں
میرے تیرے درمیاں حائل ہُوا ہے اِک عدو
کب تلک پہنا کروں اوراقِ جنّت کا لباس
پھر مری خوش قسمتی سے جمع ہیں اَبر و بہار
ساکنانِ جنّتِ فردوس بھی ہو جائیں مَست
ارتباطِ عاشق و معشوق کے سامان کر
مطربِ عشق و محبّت گوش بر آواز ہوں

چہرۂ زیبا دکھا دے ہاں دکھا دے آج تو
داورِ محشر جگا دے ہاں جگا دے آج تو
وہ سبق مجھ کو پڑھا دے ہاں پڑھا دے آج تو
حسرتیں دل کی مٹا دے ہاں مٹا دے آج تو
حوصلہ میرا بڑھا دے ہاں بڑھا دے آج تو
زخم پر مرہم لگا دے ہاں لگا دے آج تو
یا مری خواہش مٹا دے ہاں مٹا دے آج تو
آگ وہ دل میں لگا دے ہاں لگا دے آج تو
دھجیاں اس کی اُڑا دے ہاں اُڑا دے آج تو
دِل سے وہ چشمہ بہا دے ہاں بہا دے آج تو
خاک میں اس کو مِلا دے ہاں مِلا دے آج تو
چادرِ تقویٰ اوڑھا دے ہاں اوڑھا دے آج تو
جام اِک بھر کر پِلا دے ہاں پِلا دے آج تو
دل میں وہ خوشبو بسا دے ہاں بسا دے آج تو
پھر مری بگڑی بنا دے ہاں بنا دے آج تو
نغمۂ شیریں سُنا دے ہاں سُنا دے آج تو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت فضل عمرؓ کی قیمتی نصائح

اہلِ قادیان کو نصیحت

(یہ عمومی نصائح ہیں جن کا اطلاق ہر ایسی بستی پر ہوتا ہے جہاں خدا کے مہمان دینی ضروریات کے لئے آتے رہتے ہیں)

(ادارہ)

"وہ لوگ جو قادیان کے رہنے والے ہیں ان کو میں نصیحت کرتا ہوں کہ پانچ باتیں جن لوگوں میں پائی جاتی ہوں وہ کبھی ذلیل نہیں ہوتے اور ان پانچوں میں سے ایک مہمان کی قدر کرنا ہے۔ قادیان کے رہنے والے کہتے ہیں کہ ہماری نسبت حضرت (بانی سلسلہ) کے [illegible] ہیں۔ اور آپ نے ہماری نسبت بہت عمدہ الفاظ فرمائے ہیں۔ میں ان باتوں کو مانتا ہوں۔ مگر تم اپنے اعمال سے بھی ثابت کر دکھاؤ کہ واقعی تم ان باتوں کے مستحق ہو۔ پس جو مہمان تمہارے پاس آتے ہیں ان کی خاطر اور تواضع میں لگ جاؤ اور کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ میرے مہمان نہیں ہیں۔ اس لئے مجھے خدمت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس کو یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ تو اللہ تعالےٰ کے مہمان ہیں اور تم اللہ کے بندے ہو تو کیا یہ بندے کا فرض نہیں ہے کہ وہ اپنے آقا کے مہمان کی خبرگیری کرے۔۔۔۔۔۔ اگر تمہیں کسی سے تکلیف بھی پہنچ جائے تو اس کو برداشت کرو۔ اور کسی کی ہتک کرنے کا خیال بھی دل میں نہ لاؤ۔ جو مہمان کی ہتک کرتا ہے وہ اپنی ہی ہتک کرتا ہے کیونکہ مہمان اس کی عزت ہوتا ہے۔ پس اس سے زیادہ احمق کون ہے جو اپنی عزت آپ برباد کرے۔"

(برکات [illegible] صـ ح)

ملاقات کے آداب

جماعت کے اُن احباب کو جو ملاقات کے وقت آپ کے گھٹنوں اور پاؤں کو ہاتھ لگاتے تھے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:-

"بعض لوگ گھٹنوں یا پاؤں کو ہاتھ لگاتے ہیں گو وہ یہ کام شرک کی نیت سے نہیں کرتے بلکہ محبت اور عقیدت کے جوش میں کرتے ہیں لیکن ایسے کاموں کا انجام ضرور شرک ہوتا ہے۔ اس وقت ایسا کرنے والوں کی نیت شرک کی نہیں ہوتی مگر نتیجہ شرک ہی ہوتا ہے۔ بخاری شریف میں آیا ہے۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں حضرت نوحؑ کی قوم کے جن بتوں کے نام آئے ہیں وہ دراصل مشرک اقوام کے بڑے بڑے آدمی تھے۔ ان کے مرنے پر پچھلوں نے ان کی یادگاریں قائم کرنی چاہیں تاکہ ان کو دیکھ کر ان میں جو صفات تھیں ان کی تحریک ہوتی رہے۔ اس کے لئے انہوں نے سٹیچو (مجسمہ) بنا دیئے۔ لیکن ان کے بعد آنے والے لوگوں نے جب دیکھا کہ ہمارے آباؤ اجداد ان مجسموں کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے تو انہوں نے ان کی اور عزت کرنی شروع کر دی۔ پھر اسی طرح رفتہ رفتہ ان کی تعظیم بڑھتی گئی بالآخر نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ ان کے آگے سجدے کئے جانے لگے اور ان کی اصل حالت کو بھلا کر انہیں خدا کا شریک بنا لیا گیا۔ تو بعض باتیں ابتدا میں چھوٹی اور بے ضرر معلوم ہوتی ہیں مگر ان کا نتیجہ ایسا خطرناک نکلتا ہے کہ پھر اس کی تلافی ناممکن ہو جاتی ہے۔ میری اپنی حالت اور فطرت کا تو یہ حال ہے کہ میں ہاتھ چومنا بھی ناپسند کرتا ہوں۔"

(سوانح فضل عمر جلد دوم صـ ۴۷-۴۸)

ناظروں کی رہنمائی

حضرت امام جماعت احمدیہ (الثانی) اللہ آپ سے راضی ہو کا طریق کار یہ تھا کہ روزمرہ کے انتظامی امور میں ناظروں کو بلوا کر براہ راست ہدایات دیتے تھے۔ اور ان کے کام کی خود نگرانی فرماتے تھے۔ لیکن اس کے علاوہ جماعتی تربیت کی خاطر بعض اوقات پبلک تقاریر میں بھی ناظروں کی اس رنگ میں رہنمائی فرماتے کہ جماعت بھی سلسلہ کے انتظامی طریق کار سے آگاہ ہو جائے اور آئندہ سلسلہ کو تربیت یافتہ کارکنان مہیا ہونے میں مدد ملے۔ اس ضمن میں حضور کے بعض ارشادات پیش خدمت ہیں:-

۱۔ "میرے نزدیک یہ نہایت ضروری ہے کہ ناظروں کو اس بات کی مشق ہو کہ اپنے خیالات کی اہمیت لوگوں پر ثابت کر سکیں۔ میں نے بارہا بتایا ہے کہ کام کرنے والے کا یہی فرض نہیں کہ خود کام کرے۔ بلکہ یہ بھی ہے کہ لوگوں کی توجہ اور امداد اپنے کام کے لئے حاصل کر سکے اس لئے ناظروں کے فرائض میں سے ایک یہ بھی فرض ہے کہ عمدگی کے ساتھ تقریر کرنے اور مشکل امور کو سہل الفاظ میں لوگوں تک پہنچانے کی کوشش کریں۔" (رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۲۵ء صـ ۱۷)

۲۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ جو قوم اپنا وقار قائم رکھنا چاہتی ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنے معززین کا احترام کرے۔ میں یہ اجازت نہیں دوں گا کہ ایک ناظر، محصل کی طرح جائے بلکہ اس کا واجب احترام کرنا ضروری ہوگا کیونکہ وہ (امام جماعت) کا نائب ہوتا ہے ضروری ہوگا کہ جس صیغہ کا ناظر کہیں جائے وہاں کی جماعت میں اس صیغہ کا جو انچارج ہو وہ اسے ریسیو کرے پہلے سے جلسہ کا انتظام کر دیا گیا ہو اور جماعت کو ایک جگہ جمع کرنے کا انتظام ہو چکا ہو۔"

۳۔ سب سے بڑا نقص مجلسِ معتمدین کا یہ ہے کہ اس کے قواعد کی پابندی نہیں ہوتی۔ اور جب کسی فیصلہ کے متعلق پکڑا جاتا ہے کہ اس پر عمل کیوں نہیں ہوا تو کہا جاتا ہے عمل نہیں ہو سکتا۔ میں کہتا ہوں اگر عمل نہیں ہو سکتا تو اُسے منسوخ کر دیا جاتا یہ کیا صورت ہے کہ قاعدہ تو موجود ہو مگر کہا جائے اس پر عمل نہیں ہو سکتا۔ یہ بہت بڑا نقص ہے۔"

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۳۰ء صـ ۱۳-۳۶ و مشاورت ۱۹۳۹ء صـ ۳۶)

"ناظروں کا فرض ہے کہ جو لوگ ان سے ملنے آئیں ان سے عزت اور احترام سے پیش آئیں۔ میں خود بھی کوئی کونے میں بیٹھنے والا شخص نہیں ہوں۔ ہر روز دس پانچ بلکہ بیس تیس اشخاص مجھ سے ملنے آتے ہیں جن میں غریب سے غریب بلکہ سائل بھی ہوتے ہیں لیکن جیسا اعزاز بڑے سے بڑے آدمی کا کرتا ہوں ویسا ہی چھوٹے کا بھی کرتا ہوں۔ مثلاً حکومت کے عہدہ کے لحاظ سے ہماری ہندوستانی جماعت میں چوہدری سر ظفر اللہ خاں صاحب سب سے بڑے عہدیدار ہیں لیکن ان کے آنے پر بھی میں ان کا استقبال اسی طرح کرتا ہوں جس طرح ایک غریب کے آنے پر۔ اور میں اس بارہ میں چوہدری صاحب اور ایک غریب کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتا۔ اسی طرح چوہدری صاحب کو کھڑا ہو کر ملتا ہوں جس طرح ایک غریب آدمی کو اور پہلے اسے بٹھا کر پھر خود بیٹھتا ہوں بعض غریب آدمی اپنے اندازہ سے زمین پر بیٹھنا چاہتے ہیں۔ مگر میں نہیں بیٹھنے دیتا اور ان سے کہہ دیتا ہوں کہ جب تک آپ نہ بیٹھیں گے میں بھی کھڑا رہوں گا۔ بعض دفاتر کے چپڑاسی آتے ہیں اور وہ زمین پر بیٹھنا چاہتے ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ نہیں۔ آپ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھر اسی کی حیثیت سے نہیں بلکہ مجھے امام جماعت سمجھ کر ملنے آتے ہیں۔ غرض کہ جب تک آنے والے کو نہ بٹھا لوں میں خود نہیں بیٹھتا۔ مجھے ملنے والوں کی تعداد ہزاروں تک ہے مگر کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اس میں کبھی تخلف ہوا ہو سوائے اس کے کہ میں بیمار ہوں، یا کسی کام میں مشغول ہونے کی وجہ سے کبھی غلطی ہو جائے۔ ہاں جلسہ سالانہ کے ایام مستثنیٰ ہیں۔ ان دنوں میں ملنے والے اس کثرت سے آتے ہیں کہ ہر ایک کے لئے اٹھنا مشکل ہوتا ہے ہاں ان دنوں میں بھی جب کوئی غیر از جماعت آئے تو چونکہ میں جانتا ہوں کہ یہ میری مشکلات کو نہیں سمجھ سکتا اس لئے کھڑا ہو جاتا ہوں۔ یا پھر ان ایام میں جب ملاقات کا زور نہ ہو تو کھڑا ہوتا ہوں۔ یہ میرا اصول ہے اور میں سمجھتا ہوں ناظروں کو بھی ایسا کرنا چاہیئے اور اگر اس کے خلاف کبھی شکایت آئے تو میں چاہتا ہوں کہ جس کے خلاف شکایت ہو اُسے تنبیہ کی جائے جب تک یہ بات نہ ہو (دین) کی روح قائم نہیں ہو سکتی۔"

(الفضل ۲۷ اپریل ۱۹۳۸ء صفحہ ۳)

ایک اور موقع پر فرمایا:۔

"کامل اطاعت اور فرمانبرداری نہایت ضروری ہے اور یہ صرف (امام جماعت) سے ہی مخصوص نہیں۔ بعض لوگ اس وہم میں مبتلا ہوتے ہیں کہ بس (امام جماعت) کی بات ماننا ہی ضروری ہے اور کسی کی ضروری نہیں۔ (امام جماعت) کی طرف سے مقرر کردہ لوگوں کا حکم بھی اسی طرح ماننا ضروری ہوتا ہے جس طرح (امام جماعت) کا کیونکہ (امام جماعت) تو براہِ راست ہر ایک شخص تک اپنی آواز نہیں پہنچا سکتا"

(الفضل ۲۲ دسمبر ۱۹۳۷ء صفحہ ۶)

اسی طرح فرمایا:۔

"میں نے ہمیشہ اس کا خیال رکھا ہے اور کوشش کی ہے کہ اگر ایک طرف ناظروں کا احترام اور اعزاز جماعت کے دلوں میں پیدا کیا جائے تو دوسری طرف جماعت کی عظمت کو بھی قائم رکھا جائے میں جانتا ہوں کہ اگر ایک حصہ کو چھوڑ دیا جائے تو باوجود نیک نیتی اور نیک ارادہ کے ایک حصہ دوسرے حصہ کو کھا جائے گا۔ اگر کارکنوں کے اعزاز اور احترام کا خیال نہ رکھا جائے تو نظام کا چلنا مشکل ہو جائے گا اور اگر جماعت کے حقوق کی حفاظت نہ کی جائے اور اس کی عظمت کو تباہ ہونے دیا جائے تو ایک ایسا آئین بن جائے گا جس میں خودرائی اور خودستائی غالب ہوگی۔ اس لئے میں ہمیشہ اس بات کو مدنظر رکھتا ہوں جس کی غلطی ہو اُسے صفائی کے ساتھ کہہ دیا جائے۔"

(الفضل ۲۲ اپریل ۱۹۳۸ء صفحہ ۳،۲)

(سوانح فضل عمر جلد دوم صفحہ ۱۵۲ تا صفحہ ۱۵۵)

روزمرہ کے انتظامی امور میں طریق کار

عمومی نگرانی اور محاسبہ کے بارے میں

حضرت فضلِ عمر کا طریق کار

انتظامیہ کے سربراہ اعلیٰ کی حیثیت سے حضرت امام جماعت احمدیہ (الثانی) جہاں اصولی اور بسا اوقات تفصیلی رہنمائی فرماتے وہاں وقتاً فوقتاً کام کا محاسبہ بھی کرتے رہتے اور کبھی سختی اور کبھی نرمی کے ساتھ کبھی سخت گرفت اور کبھی دل موہ لینے والے عفو کے ساتھ منتظمین اور کارکنان کی اصلاح فرماتے رہتے۔ عفو کے وقت آپ کے درگذر کا انداز بہت پیارا ہوتا اور کئی غفلتوں سے آنکھیں بند کر لیتے اور گرفت کے وقت نہایت باریک نظر کے ساتھ انتظامی کمزوریوں کو کرید کرید کر باہر نکالتے۔ اگرچہ عام کارکنان کے لئے روزمرہ کے دفتری اوقات مقرر تھے مگر اہم جماعتی ضرورت کے وقت آپ دفتری اوقات کا کبھی لحاظ نہ کرتے اور ہر کارکن سے توقع رکھتے کہ اگر چوبیس گھنٹے حاضر رہنے کا مطالبہ کیا جائے تو چوبیس گھنٹے حاضر رہنے کے لئے تیار ہو۔ جہاں تک آپ کی ذات کا تعلق ہے آپ دفتری اوقات سے قطع نظر اور دن رات کی گردش سے بے نیاز حتی الامکان اپنا اکثر وقت جماعتی کاموں کے لئے وقف رکھتے۔ تقریباً سولہ ۱۶ گھنٹے روزانہ کام آپ کا عام دستور تھا۔ اپنے ماتحت کارکنان سے بھی آپ اسی طرح محنت کی توقع رکھتے تھے۔ چنانچہ جب کبھی جماعتی مفاد کا تقاضا ہوتا وقت کا لحاظ کئے بغیر آپ متعلقہ افسران کو یاد فرما لیتے اور ضرورت سمجھتے تو پورے دفتر ہی کو کسی اہم فریضہ کے سرانجام دینے کے لئے کھلا رکھنے کی ہدایت فرما دیتے۔

دفتر کو کھلا رکھنے کے مواقع عموماً تین وجہ سے پیدا ہوتے۔ **اوّل** سلسلہ کے اوپر مشکلات اور ابتلاء کے خاص ادوار آنے سے ایسے وقتوں میں دفاتر بعض اوقات ۲۴،۲۴ گھنٹے کھلے رہتے۔ اور کبھی یہ سلسلہ حسب حالات دنوں ہفتوں بلکہ مہینوں تک بھی جاری رہتا۔ کارکنان کی باری باری ڈیوٹیاں لگادی جاتیں لیکن عموماً ناظروں سے ہمہ وقت حاضر رہنے کی توقع کی جاتی تھی۔ چنانچہ بعض دفعہ ناظر صاحبان اپنا بوریا بستر اُٹھا کر دفتر میں ہی رہائش پذیر ہو جاتے اور حالات کے معمول پر آنے تک گھر کی خبر نہ لیتے۔

دوم:۔ بیرونی جماعتوں پر آنے والے ناگہانی حالات اور ابتلاؤں کی اطلاع ملنے پر بھی متعلقہ دفاتر کو کھلا رہنے کی ہدایت دے دی جاتی اور کارکنان سے توقع کی جاتی کہ وہ دن رات متعلقہ جماعتوں کی مشکلات دُور کرنے کی سعی کریں۔ بعض احبابِ جماعت کی انفرادی مصیبت کی اطلاع پر بھی خواہ دن رات کا کوئی حصہ بھی ہو سلسلہ کے متعلقہ کارکنان کو طلب فرما کر فی الفور ان کی مدد کے لئے بھجوا دیا جاتا۔

سوم:۔ ایسی شکایات کی صورت میں جو دفتر کی انتظامیہ سے تعلق رکھتی ہوں، اور جن کے نتیجہ میں جماعت کے کسی حصہ پر بُرا اثر پڑ رہا ہو یا کسی اہم فائل یا کاغذ کے گم ہو جانے کے نتیجہ میں سلسلہ کے کاموں کا نقصان ہو رہا ہو تو برائے اصلاحِ احوال آپ متعلقہ دفاتر کو اس وقت تک کھلا رہنے کی ہدایت فرما دیتے جب تک شکایت کا ازالہ نہ ہو جائے۔

مندرجہ بالا تینوں صورتوں میں حضور خود بھی دفاتر کے عملہ کے ساتھ اسی طرح جاگتے جس طرح باقی کارکنان جاگ رہے ہوتے اور متعلقہ کارکنان سے مسلسل رابطہ قائم رکھتے۔ اور عموماً ہدایت ہوتی کہ جہاں تک حضرت صاحب کی ذات کا تعلق ہے آپ کے آرام اور وقت کو قطعاً نظر انداز کرتے ہوئے جس وقت کوئی ضروری اطلاع دینی ہو وہ بلا روک ٹوک دی جائے اور جو ہدایت طلب کرنی ہو فی الفور طلب کی جائے۔ بچپن میں جس گھر میں ہماری رہائش تھی اس کے ایک طرف قریب ہی صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر تھے اور دوسری طرف حضرت امام جماعت احمدیہ (الثانی) کا پرائیویٹ دفتر واقع تھا جو ہمارے گھروں کے ساتھ ملحق تھا۔ یہ دفتر حضور کے لئے دفتر کے علاوہ ذاتی رہائش گاہ کا کام بھی دیتا تھا۔ ہم نے اکثر دیکھا کہ بعض ایسے مواقع پر جب دفتروں کو رات بھر کھلا رہنے کا حکم دیا جاتا تو ایک طرف ہمیں دفاتر کی بتیاں جلتی ہوئی نظر آتیں تو دوسری طرف حضرت امام جماعت احمدیہ (الثانی) کے ذاتی دفتر کی بتیاں بھی روشن دکھائی دیتیں۔ کئی مرتبہ جب حضور دفتر کی بجائے اپنے حرم میں کسی کے گھر شب باشی فرماتے تو رات مختلف وقتوں میں دروازے کھٹکتے رہتے اور کارکنان بار بار حاضر ہو کر کوئی ضروری اطلاع دیتے یا کوئی ضروری ہدایت حاصل کرتے۔ دس گیارہ بجے رات تک تو بچے یا بعض ملازم پیغام رسانی کا کام کیا کرتے۔ دروازہ کھول کر پتہ کرتے کیا بات ہے اور پیغام پہنچا کر حضور سے ہدایت لیتے۔ لیکن رات کے دوسرے حصوں میں اکثر حضور خود ہی اٹھ کر دروازے پر پہنچ کر آنے والے کا مدعا معلوم کیا کرتے۔ پہلی صورت میں بھی اہم معاملات میں خود دروازے پر جاکر بالمشافہ گفتگو فرمانا حضور کی عادت تھی۔

کسی ناظر یا کارکن کی غفلت سے اگر کسی فردِ جماعت کی دل آزاری ہو۔ یا جماعتی مفاد کو نقصان پہنچا ہو حضور نہایت سختی سے متعلقہ کارکن کا محاسبہ فرماتے اور بعض اوقات اس جلال کے ساتھ تنبیہہ فرماتے کہ شخص مذکور کی کائنات پر گویا زلزلہ سا آجاتا۔ بعض کارکنان اس کے نتیجہ میں نہایت ملول اور نڈھال ہو جاتے لیکن ان سب کی تربیت ایسے عمدہ رنگ میں کی گئی تھی اور ایسا اعلیٰ درجہ کا اخلاص ان میں پایا جاتا تھا کہ اپنے قصور پر استغفار کرتے لیکن حضرت صاحب کے ساتھ محبت اور وفا اور اطاعت کے تعلق میں سرِ مو فرق نہ آتا۔

جن کارکنوں کی گرفت ہوتی وہ دوسرے تمام کارکنوں کے لیے نصیحت بن جاتے۔ اور ایسے کسی واقعہ کے بعد ایک عرصہ تک انتظامیہ نہایت مستعدی اور احتیاط سے کام کرتی رہتی بعض اوقات بعد کی تحقیق سے ثابت ہو جاتا کہ جس کارکن کے خلاف شکایت تھی اس کا کوئی قصور نہ تھا۔ ایسی صورت میں دوہرے التفات کے ساتھ آپ اس کی دلجوئی کرتے اور وہ ایسی خوشی محسوس کرتا گویا اسے کبھی آپ کی ناراضگی کا صدمہ نہیں پہنچا تھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کارکنان میں بعض ایسے بھی تھے جنہیں صف اوّل کے کارکنان کا سا صبر و رضا کا ارفع مقام حاصل نہ تھا بعض ایسے ہی کبیدہ خاطر کارکنان اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب (اللہ آپ سے راضی ہو) کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کے سامنے دل کا غبار نکال لیتے اور آپ مختلف رنگ میں ان کی تسلی اور تشفی فرمانے کے علاوہ نہایت قیمتی مشوروں سے ان کی رہنمائی بھی فرماتے اور انہیں سمجھاتے کہ ان کے تصور کی نوعیت کیا ہے اور کس طرح اس کا ازالہ ہونا چاہیئے اور از سر نو حضور کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے صحیح طریق کار کیا ہے۔

ایک مرتبہ اس موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے کہ حضور بعض اوقات انتظامی کوتاہیوں پر بڑی سخت گرفت کرتے ہیں۔ کسی دوست نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب سے پوچھا کہ (خدا نے) تو حضرت صاحب کو دل کا حلیم قرار دیا ہے۔ لیکن آپ تو بعض دفعہ بڑے جلال کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے برجستہ جواب دیا کہ حلیم نہیں بلکہ دل کا حلیم فرمایا ہے۔ جس میں اشارہ اس طرف ہے کہ بعض اوقات وہ بظاہر سختی بھی کرے گا لیکن عفو اور حلم کے جذبات وقتی طور پر دب جانے کے باوجود بہرحال غالب آئیں گے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی اس تشریح سے اس شکایت کنندہ کا دل مطمئن ہو گیا اور اس باریک نکتہ کو وہ سمجھ گیا کہ کیوں محض حلیم کہنے کی بجائے آپ کو دل کا حلیم کہا گیا ہے۔ آپ جب بھی ناراض ہوتے انصاف کے تقاضوں اور جماعتی ذمہ داریوں اور فرائض کے پیش نظر ہمیشہ لومۃ لائم سے بے نیاز اپنا فرض ادا فرماتے۔ نہ رشتے کی کوئی پرواہ ہوتی اور نہ تعلقات کا کوئی خیال محض اللہ تعالیٰ کا تقویٰ پیش نظر ہوتا۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے انتظامی سربراہ کی حیثیت سے جس فریضہ کی ادائیگی آپ کو کرنی تھی۔ وہ بہرحال کی جانی تھی۔ مگر آپ کی گرفت دل کی سختی کے نتیجہ میں نہیں بلکہ فرض شناسی کے نتیجہ میں حالات کے تقاضوں کے مطابق ہوا کرتی اور جہاں تک دل کا تعلق ہے آپ اس سختی کی تکلیف کو جو مجبوراً کرنی پڑتی خود بھی محسوس فرماتے اور دُکھ اٹھانے والے کے ساتھ خود بھی دُکھ اٹھاتے یہی وجہ ہے کہ ادائیگئ فرض کے بعد آپ متعلقہ کارکن سے ہی نہیں بلکہ بعض صورتوں میں اس کے سارے خاندان سے انتہائی مشفقانہ سلوک کرتے اور ان کی دلداری فرمایا کرتے۔

بحیثیت منتظم اعلیٰ منتظمین اور دفاتر کے عملہ سے آپ کا تعلق محض افسر ماتحت کے رسمی رشتے تک محدود نہ تھا بلکہ اصل تعلق روحانی تھا اور یہی تعلق غالب اور قوی تر تھا لہذا آپ کی ناراضگی پر کارکنان کی بے چینی اور بے قراری اس بناء پر نہ ہوتی کہ کسی دنیاوی منفعت سے محروم کئے جا رہے ہیں بلکہ اس بناء پر ہوتی کہ اپنے روحانی پیشوا کی نظر لطف و عنایت سے محروم ہو رہے ہیں۔ اسی وجہ سے وہ سخت بیقراری محسوس کرتے اور جس طرح بن پڑتا اپنے عمل سے تلافی مافات کی کوشش کرتے۔

(سوانح فضل عمر جلد دوم صد ۱۵۶ تا ۱۵۹)

☆ تقریبات کی معیاری فوٹو گرافی ☆ پولارائیڈ پاسپورٹ سائز فوٹوز ☆ کاغذات کی اعلیٰ فوٹوسٹیٹ کیلئے تشریف لائیں

فوٹو ٹائم سٹوڈیو گولبازار۔ ربوہ

فون: ۷۳۶ (پروپرائیٹر: عطاء المنان)

حنیف ہومیوپیتھک کلینک

۱۷۶ ربنگ سکوائر مارکیٹ نزد شیزان بیکری ماڈل ٹاؤن لاہور

موسم سرما کے اوقات کار:-

ہر اتوار سے جمعرات تک صبح ½۹ تا ۱۲ بجے
شام ½۴ تا ۷ بجے رات
ہر جمعہ کو صبح ۱۰ سے ۱۲ بجے تک
شام دواخانہ بند رہے گا
ہر ہفتہ کو دواخانہ پہلے وقت بند رہے گا۔ شام کو کھلا رہا کرے گا۔

خاکسار: ہومیوپیتھک ڈاکٹر شیخ محمد حنیف آف کوئٹہ حال لاہور

ہر گھر کی پسند

رحمت سویّاں

تیار کردہ

نعمت کرامت گول صابن والا فیصل آباد

فون ۴۴ ۲۳۲۵۸

ہر قسم کا کاغذ، بکس بورڈ، گتہ بارعایت خریدنے کے لئے ہمارے ہاں تشریف لائیں

مقبول پیپر مارٹ

گنپت روڈ۔ لاہور

فون: ۶۳۸۴۹ - ۵۲۶۶۷

رہائش: سی - ۹ - ۱۰ ماڈل ٹاؤن ۸۵۸۹۱۱

پروپرائیٹر: ملک عبداللطیف ستکوہی

کراچی میں معیاری سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

الکریم جیولرز

بازار فیصل کریم آباد (چورنگی) کراچی

پروپرائیٹرز

میاں عبداللطیف شاہکوٹی اینڈ سنز

فون: ۶۸۵۵۱۱

سرگن اور اپھارہ

نیز دیگر امراض حیوانات مثلاً منہ کھر، زہرباد، سوزش پستان، فالج، ٹک، نتھنوں میں ناڑ وغیرہ پیدا ہونا، گل گھوٹو (خناق) کنار، داہ اور چیچک وغیرہ کیلئے کیورٹیو ادویات مندرجہ ذیل سٹاکسٹس سے کمپنی کے مقررہ نرخ پر حاصل کریں (ویٹرنری ڈاکٹرز فری لٹریچر و سمپلز براہ راست کمپنی سے طلب فرمائیں)

لاہور: پاکستان میڈیکوز لوئر مال
فیصل آباد: جاوید کیورٹیو شفاخانہ حیوانات نزد پل ستیانہ روڈ
کراچی: شہزاد میڈیکل سٹور بھینس کالونی روٹ نمبر ۵ لانڈھی
راولپنڈی: جرمن ہومیو لیبارٹریز بوہڑ بازار
ملتان: زکریا میڈیکل سٹور بیرون لوہاری گیٹ
سیالکوٹ: الرحمٰن ہومیو دواخانہ بالمقابل مغل محل سینما ڈسکہ روڈ
بھکر: حبیب میڈیکل سٹور ریلوے روڈ
تھرپارکر ضلع: نواز میڈیکل سٹور چھڈ نزد پوسٹ آفس ضلع تھرپارکر
رحیم یار خان: رحمٰن میڈیکل سٹور کچی منڈی لیاقت پور ضلع رحیم یار خان

کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ

لاہور کراچی

ہیڈ آفس ربوہ

فون: ۷۷۱، ۶۰۶

تریاقِ سِل
سل دق جیسے موذی مرض اور لاعلاج کھانسی کیلئے

شربت خانہ ساز
کھانسی، دمہ اور ام الصبیان کیلئے مفید شربت
دائمی نزلہ

اکسیر سعال (کیپسول)
کھانسی نزلہ اور زکام کیلئے از حد مفید

امساکی
مردانہ طاقت کی مشہور عالم دوا

معجون مقوی رحم
کمزوری رحم، ورم رحم کو دور کرتا ہے

معجون فوفل
سیلان الرحم کی تکلیف سے بچانے والی دوا

خدمت میں پیش پیش
جدید
دواخانہ خدمت خلق
گولبازار ربوہ
فون ۶۵۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تریاقِ معدہ
خرابی ہاضمہ کا موثر علاج
قیمت -/۸ ، -/۱۵

راحتِ جان
تبخیر معدہ کی مجرب دوا
قیمت -/۱۵

روشن کاجل
آنکھوں کی خوبصورتی کیلئے
قیمت -/۵

شربت صدر
نزلہ، زکام اور کھانسی کیلئے
قیمت -/۸

تریاق بواسیر
بواسیر کا شافی علاج
قیمت -/۱۵

NASIR ناصر

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) ربوہ

اشتہارات کے بارے میں ایک ضروری گذارش

ادارہ الفضل اپنے قارئین کیلئے مشتہرین کے اشتہارات شائع کرتا ہے۔ لیکن یہ امر احباب کو پوری توجہ سے نوٹ فرما لینا چاہیئے کہ الفضل میں اشتہار کی اشاعت ہرگز کسی کی ضمانت نہیں۔ اصولی طور پر اخبارات میں جو اشتہارات شائع ہوتے ہیں ادارہ ان کا کبھی بھی ذمہ دار نہیں ہوتا۔ جملہ احباب اپنے کاروباری معاملات اپنی سمجھ بوجھ اور صوابدید پر طے فرمایا کریں۔

(مینیجر الفضل)

شریف گولڈ سمتھ
فون: ۶۴۹ - ۸۴۱
اقصیٰ روڈ
ربوہ

بہتے کان کا ہسپتال
علاج بذریعہ جدید کمپیوٹر
بازار ٹھٹھیاراں ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

ہمارا نصب العین۔ بہتر اور بے لوث خدمت
ربوہ اور گرد و نواح میں ہر قسم کی جائیداد کی خرید و فروخت کے لئے
آپ کا اپنا با اعتماد ادارہ
پراپرٹی ہوم اینڈ پراپرٹی سنٹر
کمیٹی مارکیٹ اقصیٰ روڈ۔ ربوہ
پروپرائیٹرز: نعیم الرحمٰن ضیاء، عزیز احمد خان
فون گھر ——— ۸۱۴

کاروباری حضرات
سرجیکل سپورٹس اور گلوز ایکسپورٹ
کے لئے سیمپل طلب فرمائیں۔
فضل عمر ٹریڈنگ کمپنی
بکس نمبر ۲۱۶۴ سیالکوٹ
فیکٹری فون ۸۲۷۰۷ ، ۶۶۲۰۷

اکسیر خارش
خارش پوڈر
خارش ہر قسم، دھدر، چنبل، پھوڑے پھنسی، مادی آتشک، بگڑی ہوئی چھپاکی اور دیگر امراض جلد کی اکسیر دوا کھانے اور لگانے کی دوا مکمل کورس فی مریض -/۱۶ ڈاک خرچ -/۱۳۔ ڈاکٹروں، حکیموں کو معقول کمیشن ہے۔ نوٹ: -/۱۳ روپے ڈاک خرچ میں ۱۰ مریضوں کی دوائی بھی پہنچ سکتی ہے
احمدی حکیم قاضی نذر محمد
قاضی دواخانہ (رجسٹرڈ)
چک چٹھہ گوجرانوالہ روڈ
متصل حافظ آباد

ربوہ اور ربوہ کے گرد و نواح میں ہر قسم کی جائیداد کی خرید و فروخت ہمارے ذریعہ کیجئے اور خدمت کا موقع دیجئے۔
شریف احمد بھٹی
پراپرٹی سنٹر
ریلوے روڈ
رحمت بازار
ربوہ
فون گھر: ۴۳۱ ، آفس: ۵۲۱

محبت سب کے لئے
نفرت کسی سے نہیں
الرؤف جیولرز
پروپرائیٹر۔ سید رؤف علی
خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری نارتھ ناظم آباد
کراچی فون نمبر: ۶۱۷۰۶۹

ضرورت
سٹاف برائے بھرتی اور ٹریننگ
ہمیں اپنی نئی فیکٹری واقع جہلم کیلئے ٹیکنیکل سٹاف کی ضرورت ہے۔ ایسے احباب جنہوں نے مکینیکل یا الیکٹریکل میں ڈپلومہ لیا ہو یا کسی انڈسٹری میں سابقہ تجربہ ہو اپنی درخواستیں مع مکمل کوائف ارسال کریں۔
میٹرک اور انٹر پاس نوجوان جو ٹیکنیکل لائن اختیار کرنا چاہتے ہوں وہ بھی بمعہ مکمل کوائف درخواست دیں۔
ٹریننگ کے بعد ترقی کے واضح امکانات ہوں گے۔
پاکستان چپ بورڈ (پرائیویٹ) لمیٹڈ
پوسٹ بکس نمبر ۱۸ جہلم

○ نرینہ اولاد سے محروم
○ بے اولاد، ○ اٹھراء
○ سوکھا، گرمی، گیس
کا علاج کرنے والے
۱۹۱۱ء سے مصروفِ خدمت
مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)
چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ پوسٹ بکس نمبر ۱۹۰ فون ۷۴۸۴۴ ، ۷۶۴۹۷ ، ۴۳۱
زیر نگرانی
حکیم عبدالحمید اعوان
ابن
حکیم نظام جان
برانچیں:
ربوہ: اقصیٰ چوک نزد لیٹر بکس
ملتان: نزد پرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ
چوک قلعہ کالر والہ: تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ
کراچی: محمود آباد نمبر ۳ نزد شبینہ ڈاکخانہ
خواتین کے لئے انتظام کے ساتھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت فضل عمر کا پاکیزہ بچپن

رقم فرمودہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

تربیت قبول کرنے کی اہلیت

رنگ خواہ کیسا ہی دیدہ زیب اور پختہ اور دیرپا کیوں نہ ہو جب تک کسی کپڑے میں اسے قبول کرنے کی پوری صلاحیت موجود نہ ہو وہ رنگ اس پر چڑھ نہیں سکتا۔ تربیت کا رنگ بھی اسی شرط کا محتاج ہے اس پہلو سے جب ہم حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب کی سیرت کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں آپ کی ذات میں یہ خوبی بدرجۂ اتم موجود نظر آتی ہے کہ اچھی باتوں کو قبول کرنے اور خوبصورت رنگوں کو اپنانے کا مادہ آپ کو بدرجۂ احسن ودیعت ہوا تھا یہی نہیں بلکہ غلط نقش کو رد کر دینے کی اہلیت بھی آپ بخوبی رکھتے تھے حضرت اقدس (بانی سلسلہ) کی لمبی تربیت کے نتیجے میں نہ صرف یہ کہ آپ اچھی بات کو جو اچھے اور عمدہ طریق پر کہی گئی ہو قبول کرتے تھے بلکہ ایسی نصیحت کو بھی جو بظاہر سخت کڑوی ہو لیکن فی ذاتہ درست ہو آپ بغیر تردّد اور نفسیاتی الجھن کے قبول فرما لیتے تھے۔ ایک واقعہ اس ضمن میں اس پہلو سے خصوصاً قابلِ غور ہے کہ اچھی مگر تلخی سے کی ہوئی نصیحت کو نہ صرف آپ نے قبول کیا بلکہ اس نصیحت کرنے والے کا احسان زندگی بھر محسوس فرماتے رہے۔

"مجھے ایک دوست کا احسان اپنی ساری زندگی میں نہیں بھول سکتا اور میں جب کبھی اس دوست کی اولاد پر کوئی مشکل پڑی دیکھتا ہوں تو میرے دل میں ٹیس اٹھتی ہے اور ان کی بہبودی کے لئے دعائیں کیا کرتا ہوں..... ۱۹۰۳ء کی بات ہے جب کہ حضرت (بانی سلسلہ) مولوی کرم دین والے مقدمہ کی پیروی کے لئے گورداسپور میں مقیم تھے وہ دوست جن کا میں ذکر کر رہا ہوں مراد آباد (یوپی) کے رہنے والے تھے اور فوج میں رسالدار میجر تھے۔ محمد ایوب ان کا نام تھا۔ وہ حضرت (بانی سلسلہ) سے ملنے کے لئے گورداسپور آئے تھے انہوں نے دو باتیں ایسی کیں جو میرے لئے ہدایت کا موجب ہوئیں۔ دلّی میں رواج تھا کہ بچے باپ کو "تم" کہہ کر خطاب کرتے، اسی طرح بیوی خاوند کو تم کہتی۔ لکھنؤ وغیرہ میں "آپ" کے لفظ سے مخاطب کرتے ہیں۔ گھر میں ہمیشہ تُم تُم کا لفظ سُنتے رہنے سے میری عادت بھی تم کہنے کی ہو گئی تھی یوں تو میری عادت تھی کہ میں حتی الوسع حضرت (بانی سلسلہ) کو مخاطب کرنے سے کتراتا تھا۔ لیکن اگر ضرورت پڑ جاتی اور مجبوراً مخاطب کرنا پڑتا تو تم کہہ کر مخاطب کرتا تھا۔ چنانچہ مجھے اس دوست کی موجودگی میں آپ سے کوئی بات کرنی پڑی اور میں نے تم کا لفظ استعمال کیا۔ یہ لفظ سُن کر اس دوست نے مجھے بازو سے پکڑ لیا اور مجلس سے ایک طرف لے گیا اور کہا "میرے دل میں آپ کا بڑا ادب ہے لیکن یہ ادب ہی چاہتا ہے آپ کو آپ کی غلطی سے آگاہ کروں۔ اور وہ یہ کہ آپ کو حضرت (بانی سلسلہ) کو مخاطب کرتے وقت کبھی بھی "تم" کا لفظ استعمال نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ "آپ" کے لفظ سے مخاطب کریں۔ ورنہ آپ نے پھر یہ لفظ بولا تو جان لے لوں گا" مجھے تو "تم" کا لفظ استعمال کرتے رہنے کی وجہ سے تم اور آپ میں کوئی فرق محسوس نہ ہوتا تھا بلکہ میں آپ کی نسبت تم کے لفظ کو زیادہ پسند کرتا تھا۔ اور حالت یہ تھی کہ آپ کا لفظ بولتے ہوئے مجھے بوجہ عادت نہ ہونے کے شرم سے پسینہ آجاتا تھا کیونکہ میں سمجھتا تھا کہ آپ کہنا جرم ہے۔ مگر اس دوست کے سمجھانے کے بعد میں آپ کا لفظ استعمال کرنے لگا اور ان کی اس نصیحت کا اثر اب تک میرے دل میں موجود ہے۔

اسی طرح ایک دفعہ میں نے لاہور آنے پر یہاں بعض لڑکوں کو نکٹائی لگاتے دیکھا اور میں نے بھی شوق سے ایک نکٹائی خرید لی اور پہننی شروع کر دی۔ گورداسپور ہی کا واقعہ ہے کہ وہی.... دوست مجھے پکڑ کر ایک طرف لے گئے اور کہنے لگے "آج آپ نے نکٹائی پہنی ہے تو ہم کل کنچنیوں کا تماشہ دیکھنے لگ جائیں گے۔ کیونکہ ہم نے تو آپ سے سبق سیکھنا ہے۔ جو قدم آپ اٹھائیں گے، ہم بھی آپ کے پیچھے چلیں گے۔" یہ کہہ کر انہوں نے مجھ سے نکٹائی مانگی اور میں نے اتار کر ان کو دے دی۔

پس ان کی یہ دو نصیحتیں مجھے کبھی نہیں بھول سکتیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ایک مخلص متبع کو ایسا ہی ہونا چاہیئے اگر ہمارے خاندان کا کوئی نوجوان اپنی ذمہ داری کو نہیں سمجھتا تو صاحبزادہ صاحب! صاحبزادہ صاحب کہہ کر اس کا دماغ بگاڑنا نہیں چاہیئے بلکہ اسے کہنا چاہیئے کہ آپ ہوتے تو صاحبزادہ ہی تھے مگر اب غلام زادہ سے بھی بدتر معلوم ہو رہے ہیں اس لئے آپ کو چاہیئے کہ اپنی اصلاح کریں۔"

(الفضل لاہور ۱۸، فروری ۱۹۴۸ء)

اس روایت سے جہاں اور بہت سے سبق ملتے ہیں وہاں یہ دلچسپ حقیقت بھی سامنے آجاتی ہے کہ حضرت (بانی سلسلہ) کے (رفقاء) کے دل میں آپ کا عشق اتنا غالب تھا کہ اس کے مقابل پر کسی دوسری محبت کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ یہ درست ہے کہ حضرت (بانی سلسلہ) کے رفقاء کو آپ کی اولاد سے بھی بہت پیار تھا اور بکثرت شواہد ملتے ہیں کہ وہ آپ کی اولاد کے ساتھ نہایت پیار اور محبت کا سلوک روا رکھتے تھے۔ لیکن ان کی یہ محبت کسی کورانہ تقلید کا نتیجہ نہیں تھی بلکہ اس عرفان کی وجہ سے تھی کہ اس زمانہ میں تمام برکتوں اور اعلیٰ اقدار کا سرچشمہ حضرت (بانی سلسلہ) ہیں اور خوب جانتے تھے کہ جڑ کو اپنی شاخ پر بہرحال فضیلت ہے اور وہ اسی وقت تک اور اسی حد تک پیار کے لائق ہے جس حد تک وہ اس سرچشمہ کے قریب ہو۔

یہاں یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ کیا (ہمارا دین) کوئی ظاہری لباس معیّن کرتا ہے جس کا ترک کرنا کسی انسان کو قابلِ مواخذہ بنا دے اور کیا فقط شلوار قمیص ہی (دینی) لباس ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس روایت سے یہ نتیجہ اخذ کرنا درست نہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ انگریز ہندوستان میں ایک حاکم کے طور پر آیا اور ہندوستانیوں نے اس کے لباس اور عادات اور اطوار کو اس بناء پر قبول نہیں کیا کہ ان میں کوئی فوقیت پائی جاتی تھی بلکہ یہ نقل ایک غلامانہ ذہنیت کے نتیجہ میں شروع ہوئی۔ حضرت (بانی سلسلہ) کے (رفقاء) آپ کی اولاد سے اتنی بلند توقعات رکھتے تھے کہ ان کے لئے ایک ادنیٰ سی لغزش بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔

اگرچہ اصولاً واجب الاطاعت امام ہی نمونہ ہوتا ہے اور اس کی اولاد سے غلط نمونہ اخذ کرنا نامناسب اور بے اصول طریق ہے اور قرآن کریم نے اس مسئلہ کو خوب کھول کر بیان فرمایا ہے۔ لیکن اس حقیقت سے بھی انکار نہیں اور اس طرف بھی قرآن کریم میں اشارہ موجود ہے کہ عوام النّاس جو اصول کو اچھی طرح نہیں سمجھتے، بسا اوقات امام کے قریب تر رہنے والوں سے بھی نمونہ پکڑتے ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خواہ وہ بُرا ہی کیوں نہ ہو، لہذا جہاں تک اہلِ بیت کا تعلق ہے ان پر بہرحال دوہری احتیاط کی ذمہ داری ہے۔ اس پہلو سے اس زمانہ میں جب کہ مغربی تہذیب صرف ایک لباس ہی کے ذریعہ ہماری قدیم تمدنی روایات پر حملہ آور نہیں ہو رہی تھی بلکہ اس کے ساتھ بہت سی دیگر اخلاقی خرابیاں بھی سُرعت سے ہندوستان میں پھیل رہی تھیں۔ انگریزی لباس کو اپنانے کے نتیجے میں ایسے طبقہ کے لئے جس کا ذکر اوپر گذر چکا ہے، یقیناً یہ خطرہ تھا کہ وہ انگریز کے لباس کے ساتھ دیگر برائیوں میں بھی ملوث ہو جاتے۔ اس خطرہ کی نشان دہی مکرم و محترم رسالدار میجر محمد ایوب خان صاحب نے کھلے لفظوں میں فرمائی ہے اور آپ نے اُسے درست تسلیم فرمایا اور آئندہ کے لئے اس لباس کو ترک کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

میں خاص طور پر اس امر کی وضاحت اس لئے کر رہا ہوں کہ اس واقعہ سے غلط استنباط کرتے ہوئے کوئی اسے شرعی مسئلہ نہ سمجھ بیٹھے جب کہ خود حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے نزدیک اس کی یہ حقیقت نہ تھی۔ اس ضمن میں حضرت مرزا محمود احمد صاحب کے بچپن کے ایام کے ذکر سے چند لمحے کی رخصت لیتے ہوئے ایک بہت بعد کا واقعہ بیان کرتا ہوں جو میرے سامنے گذرا اور جسکے اور بہت سے گواہ بھی موجود ہیں:

واقعہ یوں ہے کہ ۱۹۵۵ء میں جب حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد امام جماعت احمدیہ بغرض علاج انگلستان تشریف لے گئے تو حضور کے دوسرے کئی بچوں کی طرح مجھے بھی حضور کی معیت کی سعادت نصیب ہوئی۔ وہاں ایک موقع پر کھانا کھاتے ہوئے مکرم و محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب سے انگریزی لباس کے مسئلہ پر گفتگو چل پڑی محترم چوہدری صاحب چونکہ خود کوٹ پتلون استعمال فرماتے تھے اس لئے چاہتے تھے کہ ایک دفعہ کھل کر حضور اس بارہ میں کوئی فیصلہ صادر فرمائیں۔ اس موقع پر حضرت صاحب نے جو موقف اختیار فرمایا وہ وہی تھا جس کا میں ذکر کر آیا ہوں، یعنی یہ لباس خصوصاً اس لئے آپ کو ناپسند تھا کہ یہ ہماری قوم کی غلامانہ ذہنیت کا آئینہ دار تھا۔

آخر یہ کیا وجہ ہے کہ انگریزوں نے اپنی حکومت کے زمانہ میں ہمارا لباس نہیں اپنایا بلکہ وہ اپنے لئے اسے ذلّت کا موجب سمجھتے رہے ایسی صورت میں آپ کے نزدیک یہ بے غیرتی اور بے حمیتی تھی کہ ان کے لباس کو اختیار کیا جائے۔ حضور کا یہ جواب سُن کر محترم چوہدری صاحب نے گذارش کی کہ اب تو وہ صورتِ حال باقی نہیں اور کیا انگریز اور کیا امریکن سب مغربی قومیں بکثرت ہمارا لباس اختیار کرنے لگی ہیں لہذا وہ کراہت باقی نہیں رہنی چاہیئے۔ مکرم چوہدری صاحب نے یہ بھی گذارش کی کہ مرورِ زمانہ سے اب آہستہ آہستہ یہ انگریزی لباس ایک بین الاقوامی حیثیت اختیار کر چکا ہے اور مشرق بعید کی دوسری آزاد اور باغیرت قومیں بھی اسے اپنا چکی ہیں، نیز ہمارے لباس کی نسبت یہ کچھ سستا بھی پڑتا ہے خاص طور پر یورپین ممالک میں شلوار قمیص اور اچکن کو صاف ستھرا رکھنا بھی ایک بہت بڑا مسئلہ ہے اس پر حضور نے فرمایا کہ ہاں ایسی صورت میں تو کوئی قابلِ اعتراض بات نہیں رہتی البتہ ٹائی لگانے کے متعلق مجھے یہ تردّد ہے کہ کہیں یہ صلیب کی علامت نہ ہو اس لئے بغیر ٹائی کے استعمال کر لیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ چوہدری صاحب نے اس کے جواب میں جو گذارش کی وہ یہ تھی کہ ٹائی صلیب کی علامت یقیناً نہیں کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو یہودی قوم کبھی بھی اسے نہ اپناتی۔ نیز ٹائی دراصل سرد ممالک کے اس رومال کی بدلی ہوئی صورت ہے جو گردن کو سردی سے محفوظ رکھنے کے لئے یہ قومیں استعمال کرتی تھیں، بعد ازاں اس کا کام صرف کالر کو بند کرنے کا رہ گیا۔ اس استدلال کو قبول کرتے ہوئے حضور نے نہ صرف اس کی اجازت فرمائی بلکہ محترم ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب کو جو سفر میں حضور کے ہمراہ تھے، بطور لطیفہ ایک ٹائی کا تحفہ بھی مرحمت فرمایا۔

اصل مضمون کی طرف واپس آتے ہوئے حضرت صاحبزادہ صاحب کے تربیت سے متاثر ہونے اور بخوشی اسے قبول کرنے کا ایک اور واقعہ پیش کیا جاتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"میں نے دیکھا ہے کہ بعض لوگوں کی بچپن میں تربیت کا اب تک مجھ پر اثر ہے اور جب وہ واقعہ یاد آتا ہے تو بے اختیار ان کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے۔ ایک دفعہ ایک لڑکے کے کندھے پر کہنی ٹیک کر کھڑا تھا کہ ماسٹر قادر بخش صاحب نے جو مولوی عبدالرحیم صاحب درد کے والد تھے، اس سے منع کیا اور کہا کہ یہ بُری بات ہے اس وقت میری عمر بارہ تیرہ سال کی ہو گی۔ لیکن وہ نقشہ جب بھی میرے سامنے آتا ہے ان کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے"

(الفضل قادیان ۱۱ مارچ ۱۹۳۹ء)

اس واقعہ سے بھی مزید اس امر پر روشنی پڑتی ہے کہ آپ میں اچھی تربیت قبول کرنے کا کیسا طبعی میلان پایا جاتا تھا اور صرف یہی نہیں کہ آپ نصیحت کی بات کو بُرا نہیں مناتے تھے بلکہ اس کے نتیجہ میں شکر گذاری کا ایسا شدید جذبہ دل میں پیدا ہو جاتا تھا کہ سالہا سال گذر جانے اور بچپن کے بعد جوانی اور جوانی کے بعد بڑھاپا آجانے کے بعد بھی اس کی شدت کم نہ ہوئی یہ فقرہ بہت ہی فکر انگیز ہے کہ:۔

"جب وہ واقعہ یاد آتا ہے
تو بے اختیار ان کے لئے
دل سے دعا نکلتی ہے"

خود اپنی تربیت کی اہلیت

انسانی تربیت میں ایک بڑا حصہ ان نصائح کا ہوتا ہے جو وہ اپنے ہی خواہوں سے سنتا ہے اور ایک حصہ اس طعن و تشنیع کا جو دشمن کی زبان سے کسی نیک نیتی کے نتیجہ میں نہیں نکلتی بلکہ محض زخم پہنچانے کی خاطر صادر ہوتی ہے۔ ایک حصہ ان حماقتوں کا بھی ہوتا ہے جو وہ گردوپیش میں بے وقوفوں سے سرزد ہوتا ہوا دیکھتا ہے اور ایک حصہ ان خود کردہ غلطیوں کا بھی، جن کے سرزد ہونے کے بعد جلد یا بدیر احساسِ ندامت دل و دماغ کو کریدنے لگتا ہے۔ ان سب امور کے علاوہ انسان کی اپنے گردوپیش پر غور کرنے کی عمومی عادت بھی تربیت کے معاملے میں نہایت اہم کردار ادا کرتی ہے .... اس طرزِ فکر کے دو پہلو ہیں۔ ایک یہ عادت کہ انسان اپنے گردوپیش پر غور و فکر کرے اور اپنے نفس میں ڈوب کر معارف اور حقائق کے نئے نئے موتی تلاش کرتا رہے اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ جو باتیں اسے آبائی عقائد اور عادات و اطوار کے نتیجہ میں از خود گویا ورثے میں ملی ہیں انہیں آنکھیں بند کر کے قبول نہ کرے بلکہ اس وقت تک کہ وہ موروثی عقائد عقل کو قائل نہ کر لیں اور دل میں جاگزیں نہ ہو جائیں انہیں نہ اپنائے۔ جس انسان میں اس قسم کی عادت ہو اسے گویا ایک اندرونی مربّی عطا ہو جاتا ہے۔ جو تا زندگی اس کے ساتھ رہتا اور اس کی فکری نشوونما میں ہمیشہ مددگار بنا رہتا ہے۔ یہ طرزِ فکر ذہنی دیانت کا بھی متقاضی ہے جس کے بغیر صحیح نتائج تک رسائی ممکن نہیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کو یہ مربّی بھی عطا ہوا تھا اور آپ کو بڑے بڑے مسائل سے لے کر چھوٹی چھوٹی باتوں پر غور کرتے اور انہیں ذہن میں منقلب کرتے رہنے کی عادت تھی دو واقعات اس تعلق میں بطور مثال پیش ہیں۔ اوّلاً آپ فرماتے ہیں:۔

"میں نے بچپن میں یہ اعتراض آریوں کا سنا کہ خدا کچھ پیدا نہیں کر سکتا وہ کسی چیز کے پیدا کرنے کے لئے روح اور مادہ دونوں کا محتاج ہے۔ میری یہ عادت تھی کہ ایسے مسائل کو لے کر جو عقل کے محال ہوتے ہیں میں غور کیا کرتا تھا مجھے خوب یاد ہے کہ میں ایک دفعہ رات کے وقت دیوار سے ٹیک لگائے ستاروں پر غور کر رہا تھا۔ میں نے یہ خیال کرنا شروع کیا کہ ان ستاروں کے اوپر بھی کوئی چیز ہے تو میں نے خیال کیا کہ اگر کوئی چیز نہیں تو خلاء ناممکن ہے اور اگر کہو کہ کچھ اور بھی ہے تو پھر اس کے بعد کچھ اور بھی ہو گا۔ غرض یہ کہ اسی طرح سوچتے سوچتے میں نے دیکھا کہ انسان تو اس نظری مسئلہ کو بھی حل نہیں کر سکتا اور اس سوال کے دو ہی جواب ہیں اور دونوں ہی ناممکن ہیں۔"

(الفضل ۲۳ اگست ۱۹۱۴ء صہ ۵)

تریاق اٹھرا
اٹھراء کے علاج کیلئے
مشہور عالم گولیاں
قیمت مکمل کورس -/۶۰

نور کاجل
آنکھوں کی خوبصورتی
اور صحت کیلئے
قیمت -/۵ روپے فی شیشی

نور نظر
اولاد نرینہ کے لئے
تجربہ شدہ گولیاں
قیمت مکمل کورس -/۲۰۰

زوجام عشق
موتی و کستوری والا
نمبر ۱
مکمل کورس -/۳۶۰

اکسیر معدہ
ہاضمہ کی اصلاح کیلئے
لذیذ اور مفید چورن
قیمت -/۵، -/۱۰، -/۲۰

قند شفاء
نزلہ، زکام، کھانسی کیلئے
مفید اور آسان جوشاندہ
قیمت فی ڈبی -/۷

خورشید یونانی دواخانہ
گولبازار۔ ربوہ
فون
دکان ——— ۵۳۸
رہائش ——— ۲۳۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک اور موقعہ پر آپ فرماتے ہیں :-

"میں علمی طور پر بتلاتا ہوں کہ میں نے حضرت صاحب کو والد ہونے کی وجہ سے نہیں مانا تھا بلکہ جب میں گیارہ سال کے قریب کا تھا تو میں نے مصمم ارادہ کیا تھا کہ اگر میری تحقیقات میں وہ (اللہ نہ کرے) جھوٹے نکلے تو میں گھر سے نکل جاؤں گا مگر میں نے ان کی صداقت کو سمجھا اور میرا ایمان بڑھتا گیا حتیٰ کہ جب آپ فوت ہوئے تو میرا یقین اور بھی بڑھ گیا۔"

(الفضل ۱۷ جون ۱۹۲۴ء صفحہ ۸)

اس سلسلہ میں یہ تیسرا واقعہ بھی آپ کے ذہنی انقلاب کی نشاندہی کرتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں :-

"۱۹۰۰ء میرے قلب کو دینی احکام کی طرف توجہ دلانے کا موجب ہوا اس وقت میں گیارہ سال کا تھا حضرت (بانی سلسلہ) کے لئے کوئی شخص چھینٹ کی قسم کے کپڑے کا ایک جُبّہ لایا تھا۔ میں نے آپ سے وہ جُبّہ لے لیا تھا کسی اور خیال سے نہیں بلکہ اس لئے کہ اس کا رنگ اور اس کے نقش مجھے پسند تھے، میں اُسے پہن نہیں سکتا تھا۔ کیونکہ اس کے دامن میرے پاؤں سے نیچے لٹکتے رہتے تھے۔

جب میں گیارہ سال کا ہوا اور ۱۹۰۰ء نے دنیا میں قدم رکھا تو میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ میں خدا تعالیٰ پر کیوں ایمان لاتا ہوں، اس کے وجود کا کیا ثبوت ہے؟ میں دیر تک رات کے وقت اس مسئلہ پر سوچتا رہا۔ آخر دس گیارہ بجے میرے دل نے فیصلہ کیا کہ ہاں ایک خدا ہے۔ وہ گھڑی میرے لئے کیسی خوشی کی گھڑی تھی جس طرح ایک بچے کو اس کی ماں مل جائے تو اسے خوشی ہوتی ہے اسی طرح مجھے خوشی تھی کہ میرا پیدا کرنے والا مجھے مل گیا۔ سماعی ایمان علمی ایمان سے تبدیل ہو گیا۔ میں اپنے جامہ میں پھولا نہیں سماتا تھا۔ میں نے اسی وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور ایک عرصہ تک کرتا رہا کہ خدایا! مجھے تیری ذات کے متعلق کبھی شک پیدا نہ ہو۔ اس وقت میں گیارہ سال کا تھا... مگر آج بھی اس دعا کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ میں آج بھی یہی کہتا ہوں خدایا تیری ذات کے متعلق مجھے کبھی شک پیدا نہ ہو۔ ہاں اس وقت میں بچہ تھا۔ اب مجھے زائد تجربہ ہے اب میں اس قدر زیادتی کرتا ہوں کہ خدایا مجھے تیری ذات کے متعلق حق الیقین پیدا ہو۔

جب میرے دل میں خیالات کی وہ موجیں پیدا ہونی شروع ہوئیں جن کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے تو ایک دن ضحی کے وقت یا اشراق کے وقت میں نے وضو کیا اور وہ جُبّہ اس وجہ سے نہیں کہ خوبصورت ہے، بلکہ اس وجہ سے کہ حضرت (بانی سلسلہ) کا ہے اور متبرک ہے یہ پہلا احساس میرے دل میں خدا تعالیٰ کے فرستادہ کے مقدس ہونے کا تھا، پہن لیا۔ تب میں نے اس کوٹھڑی کا جس میں میں رہتا تھا دروازہ بند کر لیا اور ایک کپڑا بچھا کر نماز پڑھنی شروع کی اور میں اس میں خوب رویا، خوب رویا، خوب رویا اور اقرار کیا کہ اب نماز کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ اس گیارہ سال کی عمر میں مجھ میں کیسا عزم تھا! اس اقرار کے بعد میں نے کبھی نماز نہیں چھوڑی گو اس نماز کے بعد کئی سال بچپن کے ابھی باقی تھے میرا وہ عزم میرے آج کے ارادوں کو شرماتا ہے۔ مجھے نہیں معلوم میں کیوں رویا فلسفی کہے گا۔ اعصابی کمزوری کا نتیجہ ہے۔ مذہبی کہے گا تقویٰ کا جذبہ تھا مگر میں جس سے یہ واقعہ گذرا کہتا ہوں مجھے معلوم نہیں میں کیوں رویا؟ ہاں یہ یاد ہے کہ اس وقت میں اس امر کا اقرار کرتا تھا کہ پھر کبھی نماز نہیں چھوڑوں گا۔ اور وہ رونا کیسا بابرکت ہوا! اور وہ افسردگی کیسی راحت بن گئی! جب اس کا خیال کرتا ہوں تو سمجھتا ہوں کہ وہ آنسو ہسٹیریا کے دورہ کا نتیجہ نہ تھے۔ پھر وہ کیا تھے؟ میرا خیال ہے وہ شمس روحانی کی گرم کر دینے والی کرنوں کا گرایا ہوا پسینہ تھے۔ وہ حضرت (بانی سلسلہ) کے کسی فقرہ یا کسی نظر کا نتیجہ تھے اگر یہ نہیں تو میں نہیں کہہ سکتا کہ پھر وہ کیا تھے۔"

(الحکم جوبلی نمبر دسمبر ۱۹۳۹ء)
(سوانح فضل عمر جلد اول صفحہ ۹۰ تا صفحہ ۹۸)

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر یا چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں
(مینجر)

مرکز احمدیت میں سب سے
قدیم اور بااعتماد ادارہ
احباب کی خدمت میں پیش پیش
احمد اسٹیٹس
ربوہ - پاکستان
فون نمبر ــــــ ۵۳۵

انگریزی ادویات اور ٹیکہ جات کا مرکز
کنٹرول ریٹ پر اور بارعایت
بہتر تشخیص : مناسب علاج
کریم میڈیکل ہال
فون ۳۱۳۴
گول امین پور بازار ۔ فیصل آباد

قدیمی، اولین، شہرہ آفاق
۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام
دواخانہ حکیم نظام جان
چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
فون ۷۳۹۹۷
برانچیں : کراچی :- فون نمبر ۴۱۳۲۵۱
لاہور :- 1-D-۳ گلشن راوی
ملتان :- چوک جان محمد معصوم شاہ روڈ
منڈی بہاؤالدین :- بالمقابل شاہ تاج شوگر مل
رحیم یار خان :- فون نمبر ۴۷۹۹
ربوہ :- اقصیٰ چوک کالج روڈ فون نمبر ۵۵۸

ھو الشافی
جدید یونانی طریقہ علاج کا مرکز
الیاس دواخانہ
حکیم الیاس احمد رجسٹرڈ طبی کونسل پاکستان
اقصیٰ روڈ ۔ ربوہ
ہر قسم کے پیچیدہ امراض کے علاج کیلئے تشریف لائیں
مستورات کیلئے معائنہ کا معقول انتظام ہے نیز
ہر قسم کی دیسی ادویات بھی دستیاب ہیں۔

معیاری بیکری کا نام
رحمٰن بیکرز
احباب کی خدمت کیلئے اب عمدہ مٹھائی بھی دستیاب ہے
نیز تقریبات کیلئے آرڈر پر بھی مال تیار کیا جاتا ہے
رحمٰن بیکرز اقصیٰ روڈ ۔ ربوہ فون ۳۲۰

نئی صدی کی محراب سے گزرنے کا حق ادا کرنے کیلئے
اپنے بچوں کی صحیح رنگ میں تعلیم و تربیت کیجئے
الرّحیم جیولرز
خورشید کلاتھ مارکیٹ
حیدری نارتھ ناظم آباد کراچی
فون: 626280 - 629443

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہر قسم کی آؤٹ ڈور پبلسٹی

کیلئے

پلاسٹک پول سائن

ہورڈنگ

الائیڈ ایڈورٹائزنگ (پرائیویٹ) لمیٹڈ

۱۰۴۔ الفلاح بلڈنگ شاہراہ قائداعظم۔ لاہور فون ۳۰۱۸۰۶/۷

ذیلی ادارہ

جنجوعہ ایسوسی ایٹس انٹرنیشنل لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محترمہ صاحبزادی امۃ الرشید صاحبہ
بنت حضرت فضل عمر

بیتے ہوئے لمحوں کی یاد

سات اور آٹھ نومبر ۱۹۶۵ء کی درمیانی شب کتنی تاریک تھی جبکہ ہمارے نہایت ہی پیارے اور محبوب سیدنا ابا جان ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو رہے تھے کتنی بے بسی کا عالم تھا ہم تمام بہن بھائی اور عزیز و اقارب اس محبوب ہستی کے پلنگ کے ارد گرد نہایت بے بسی اور بے چینی کے عالم میں اپنے حقیقی مولیٰ کے حضور تڑپ تڑپ کر دعائیں کر رہے تھے کہ اے خدا تو ہمارے سب سے زیادہ محبوب اور سب سے زیادہ قیمتی وجود کو ہم سے جدا نہ کر۔ لیکن اللہ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ کیونکہ وہ اس کا بھی پیارا تھا اور بہت ہی پیارا اس لئے اب یہ اس کا اٹل فیصلہ تھا۔ آخر ہم سب کو اپنے آسمانی آقا کے سامنے سر جھکانا ہی پڑا۔ اور آخر وہ وقت آگیا جب میرے دل و جان سے پیارے میرے محبوب، میرے پیارے ابا جان ہمیں داغِ مفارقت دے کر اپنے حقیقی مولیٰ سے جا ملے۔

سمجھ نہیں آتی تھی کہ یہ کیا ہو گیا۔ ہم اس غم کو کیسے برداشت کریں گے۔ دماغ ماؤف ہو کر رہ گئے۔ کئی ماہ تو اسی طرح گزرے کہ دماغ میں کوئی بات آتی ہی نہ تھی خواہش ہوتی تھی کہ بیتے دنوں کی یاد میں کچھ لکھوں اور اس سراپا شفقت و محبت کی زندگی کی کچھ جھلکیاں آپ کو بھی دکھاؤں جس نے ہمیں ماں سے بھی بڑھ کر پیار دیا۔ جس نے ساری زندگی دین کی خدمت میں دن رات منہمک رہنے کے باوجود ہماری چھوٹی چھوٹی باتوں کا بھی خیال رکھا اور ہماری تربیت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی آج بھی جبکہ دل قابو میں نہیں۔ آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی ہے کچھ باتیں لکھنے کی کوشش کر رہی ہوں۔ واقعات تو اتنے ہیں کہ ان پر کئی ضخیم کتابیں لکھی جا سکتی ہیں لیکن اپنے آپ میں ہمت نہیں پاتی۔ اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو آہستہ آہستہ کچھ نہ کچھ قارئین کی نذر کرتی رہوں گی۔ میں بہت چھوٹی سی تھی جب میری امی (حضرت سیدہ امۃ الحی) فوت ہو گئیں لیکن سیدنا ابا جان نے ہم سے ایسی محبت کی کہ کبھی ماں کی محبت سے محرومی کا احساس تک نہ ہونے دیا۔ ہمارے لئے باپ بھی وہی تھے اور ماں بھی وہی۔ آپ چھوٹی چھوٹی معمولی معمولی باتوں کا اس قدر خیال رکھتے جس کا تصور کرنا ناممکن ہے۔

مجھے آج تک یاد ہے کہ کئی بار ایسا ہوا کہ سیدنا ابا جان نے دیکھا کہ ہمارے بال کچھ الجھے ہوئے ہیں تو اپنے ہاتھ سے ہماری کنگھی کی۔ ہمارے کپڑوں کا خیال رکھتے۔ ہماری غذا اور دواؤں کا پورا اہتمام اپنی نگرانی میں کرواتے تھے۔ تقریباً ہر روز ہی آکر پوچھتے تھے کہ بچیوں نے دودھ پیا ہے یا نہیں۔ اگر کبھی اس میں غفلت ہو جاتی تو اپنے ہاتھ سے دودھ پلاتے۔ اسی طرح تعلیم و تربیت کی پوری نگرانی فرماتے اور وقت سفر و حضر میں بھی ہمیں اپنے ساتھ رکھتے اور باوجود اس کے کہ آپ کے جماعتی کام اس قدر بڑھے ہوئے تھے اور آپ اتنے عدیم الفرصت تھے کہ آپ کے لئے بچوں کی طرف توجہ دینا بظاہر ناممکن تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی پہلے سے دی ہوئی بشارتوں کے مطابق آپ میں غیر معمولی صلاحیتیں اور عام انسانوں سے بڑھ کر کام کرنے کی طاقت پائی جاتی تھی۔ اس لئے آپ جماعتی کاموں کے ساتھ ساتھ اپنی بیویوں اور بچوں کا بھی پورا پورا خیال رکھتے تھے۔

مجھے اپنے بچپن کے ایک واقعہ کو یاد کر کے اب بھی ہنسی آجاتی ہے۔ میں سمجھا کرتی تھی کہ شاید ابا جان کو نیند آتی ہی نہیں۔ کیونکہ رات کو میں نے جب بھی دیکھا ابا جان کو دینی کاموں میں مصروف دیکھا۔ اور اسی طرح تمام دن بھی آپ مصروف ہی رہتے تھے۔ ایک دن میں نے سوچا اور دل میں تہیہ کیا کہ آج میں تمام رات جاگوں گی اور دیکھوں گی کہ ابا جان کس وقت سوتے ہیں۔ میں تقریباً دو ڈھائی بجے رات تک انتہائی کوشش سے جاگتی رہی اور اس وقت تک ابا جان لگاتار اپنے کام میں مشغول تھے۔ آخر میں تو تھک کر سو گئی اور کئی دن تک دن رات سو سو کر اپنی نیند کی کمی کو پورا کرتی رہی۔ لیکن سیدنا ابا جان پر میں نے کبھی تکان کا اثر نہ دیکھا۔ میں کہاں سے کہاں پہنچ گئی۔ میں تو آپ کی گھریلو زندگی اور آپ کی شفقت و محبت کے چند پہلوؤں پر روشنی ڈالنا چاہتی تھی۔

سیدنا ابا جان کو اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں سے بے حد محبت تھی۔ اپنے ہر عزیز اور رشتہ دار کا خیال فرماتے لیکن سب سے بڑھ کر آپ حضرت اماں جان سے محبت کرتے تھے۔ جب سفر سے واپس آتے سب سے پہلے حضرت اماں جان کے پاس جاتے۔ مجھے یاد ہے کہ اگر کبھی راستہ میں کوئی بیوی، بچہ یا کوئی اور عزیز مل جاتا تو آپ یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ آپ نے گویا اسے دیکھا ہی نہیں گزر جاتے اور سیدھے حضرت اماں جان کے کمرے میں پہنچ جاتے اس کے بعد کسی اور سے ملتے۔ ہر روز شام کو حضرت اماں جان کے پاس جا کر بیٹھتے۔ حالات دریافت فرماتے اور بسا اوقات رات کا کھانا بھی حضرت اماں جان کے ساتھ ہی تناول فرماتے۔ سفر میں بھی حضرت اماں جان کو اکثر اپنے ساتھ رکھتے۔ اور بیویوں اور بچوں کو یہ ہدایت ہوتی کہ حضرت اماں جان کا خاص خیال رکھنا اور ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔

اسی طرح اپنے بہن بھائیوں سے بھی بہت شفقت و محبت کا سلوک تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ہم لوگ اپنے چچا اور پھپھیوں کا اسی طرح احترام کرتے رہے جس طرح ماں باپ کا۔

ویسے تو ابا جان کو اپنی اولاد سے بہت پیار تھا لیکن جن بچوں کی مائیں فوت ہو جائیں ان سے غیر معمولی شفقت و محبت کا سلوک فرماتے۔ اور کبھی ان کو ماں کی کمی کا احساس نہ ہونے دیتے۔ ایک دفعہ ہم منالی پہاڑ پر گئے ہوئے تھے کہ سیدنا ابا جان نے "تبت پاس" (TIBET PASS) جانے کا پروگرام بنایا۔ ہم بچوں کو معلوم ہو گیا کہ اس پروگرام میں بچے شامل نہیں ہیں۔ میں ابا جان سے بہت بے تکلف تھی۔ اسی وقت دوڑتی ہوئی گئی اور کہا کہ ہمیں بھی ساتھ لے کر جائیں۔ ابا جان سمجھانے لگے کہ وہ راستہ بہت خطرناک ہے اور بچوں کا جانا ناممکن ہے۔ لیکن میں نے ضد شروع کر دی اور اس قدر اصرار کیا کہ ابا جان نے اپنا سفر بھی ملتوی کر دیا۔ اس پر تمام گھر والے میرے پیچھے پڑ گئے اور کہنے لگے کہ اس نے ہماری سیر خراب کی ہے۔ میری طبیعت پر اس کا بہت اثر ہوا اور میں اداس ہو گئی۔ مجھے اداس دیکھ کر سب کو کہا کہ میری بچی کو کیوں اداس کر دیا ہے۔ میں تو خود اس کے بغیر جانا نہیں چاہتا — یہ کہہ کر اپنے کمرے میں چلے گئے۔ اور چند لمحوں بعد یہ شعر پڑھتے ہوئے آئے ؎

تبسّم لب پہ ہے ہر دل شناسائے محبت ہے
نہ ظاہر تجھ کو دے دھوکہ یہ لڑکی بیش قیمت ہے

اور بار بار مجھے گلے سے لگا کر یہ شعر پڑھتے۔ اس وقت میری خوشی کی انتہا نہ تھی۔

اسی طرح آپ اپنی اولاد کی اولاد سے بھی بہت زیادہ پیار کرتے تھے۔ میری بچی عزیزہ امۃ البصیر سے بیحد محبت کرتے تھے۔ بچپن میں کبھی اس کو روتا دیکھتے تو اپنی گود میں لے کر کافی دیر تک کندھے سے لگا کر ٹہلتے اور عربی کے دعائیہ اشعار پڑھ پڑھ کر اس کو چپ کراتے۔

عزیزہ امۃ النور ایک دفعہ سندھ میں بہت بیمار ہو گئی۔ ڈبل نمونیا تھا اور بچنے کی کوئی امید نہ تھی۔ میں نے سیدنا ابا جان کو دعا کے لئے تار دیا۔ ابا جان کا جواب آیا۔ نوشی اچھی ہو جائے گی۔ لمبی عمر پائے گی جب آپ کا تار ملا تو نوشی کی طبیعت بہت بہتر تھی اور وہ چند دن ہی میں بالکل تندرست ہو گئی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈاکٹر حیران تھے۔ اور کہتے تھے کہ اس کی صحت ایک معجزہ ہے اسی عرصہ میں مجھے ابا جان کا ایک خط ملا کہ جس دن تمہارا تار ملا اس سے دو روز قبل میں نے خواب میں دیکھا کہ نوشی کافی بڑی عمر کی ہے اور نہایت صحت مند ہے اور ابا حضور، ابا حضور کہتی ہوئی آکر مجھ سے لپٹ گئی ہے۔ جب تمہارا تار ملا تو میں سمجھ گیا کہ خواب اس کی شفا یابی اور لمبی عمر پانے کے متعلق ہے۔

اسی طرح جب دہلی میں د فضل عمر کا جلسہ ہوا اور دشمنانِ احمدیت نے جلسہ میں گڑبڑ ڈالتے اور حضرت فضل عمر پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔ اس وقت میرے میاں (محترم میاں عبدالرحیم احمد صاحب سابق وکیل الدیوان و تعلیم تحریک جدید) کو بھی ان کے پتھراؤ کے نتیجہ میں سر پہ بہت شدید چوٹ آئی۔ کہ دہلی کے تمام بڑے بڑے ڈاکٹروں نے کہدیا کہ ان کے بچنے کی کوئی اُمید نہیں اس وقت بھی میں نے سیدنا ابا جان کو نہایت کرب اور بے چینی کی حالت میں ٹہلتے ہوئے دیکھا۔ میری بچی امۃ البصیر کو کندھے سے لگا کر ٹہل رہے تھے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے۔ اسی دعا کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے میرے میاں کو معجزانہ طور پر شفا دی۔ ہندو اور عیسائی ڈاکٹر بھی یہ کہنے پر مجبور تھے کہ یہ حضرت اقدس کی دعاؤں کے نتیجہ میں معجزانہ طور پر شفایاب ہوئے ہیں۔

آپ بعض دفعہ بچوں کا نام رکھتے ہوئے اس چیز کو بھی ملحوظ فرماتے تھے کہ ان کے بزرگوں کے نام پر رکھا جائے تاکہ ان کی یاد تازہ رہے اس لحاظ سے میری چھوٹی بچی کا نام بھی میری امی کے نام پر امۃ الحی رکھا۔ جب بھی امۃ الحی آپ کے سامنے جاتی آپ اسے دیکھ کر بہت خوش ہوتے اور مسکراتے ہوئے فرماتے تم تو اپنی نانی ہو نا۔ وہ بہت خوش ہوتی اور آکر سب کو بتاتی کہ ابا حضور مجھے اس لئے زیادہ پیار کرتے ہیں کہ میرا نام امۃ الحی ہے۔

آپ کی ہمیشہ یہ تمنا رہی کہ آپ کی اولاد در اولاد خدمتِ دین کے لئے وقف ہو۔ میرا بچہ عزیزم ظہیر جب بھی اپنے ابا حضور کے پاس جاتا آپ اکثر اس سے یہ سوال کرتے۔ میاں تم بڑے ہو کر کیا بنو گے؟ اور پھر خود ہی فرماتے میرا بیٹا تو مربی بنے گا۔ اور خدمتِ دین کرے گا۔ ایک دفعہ اسی طرح ظہیر سے پوچھا کہ تم بڑے ہو کر کیا بنو گے اس نے کہا میں ڈاکٹر بنوں گا۔ کہنے لگے اپنے بڑے ماموں جان جیسے ڈاکٹر بننا۔ ڈاکٹر بھی اور مربی بھی خدمتِ خلق بھی کرنا اور خدمتِ دین بھی۔

آپ کو اپنی اولاد کی تربیت کا بھی بے حد خیال رہتا تھا۔ ۱۹۵۶ء کا واقعہ ہے کہ سیدنا ابا جان نے مجھے مری سے خط لکھا کہ تم لوگ بھی میرے پاس مری آجاؤ۔ میں میاں اور بچے جب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو مجھے دیکھتے ہی فرمانے لگے پروفیسر صاحب (میرے خسر پروفیسر احمد علی بھاگلپوری صاحب) کہاں ہیں۔ میں نے عرض کیا ربوہ میں۔ آپ کا چہرہ متغیر ہو گیا اور آپ مجھ پہ بہت ناراض ہوئے کہ تم ان کو چھوڑ کر کیوں آئی ہو۔ میرا مقصد یہ تو نہیں تھا کہ تم تمہارے میاں اور بچے تو آجائیں لیکن تمہارے خسر وہاں تنہا رہیں۔ پھر میاں سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ تم ربوہ واپس جاؤ اور اپنے والد کو لے کر آؤ۔ میاں حکم کی تعمیل میں ربوہ واپس آئے اور اپنے والد صاحب کو لے کر جب مری پہنچے تو ابا جان بہت خوش ہوئے۔ اسی وقت ان سے ملے اور فرمانے لگے یہ بچے بھی عجیب ہیں آپ کو تنہا چھوڑ کر آگئے حالانکہ میں نے تو آپ کو بھی بلایا تھا۔ پھر ہمارے تقریباً دو ماہ کے قیام کے دوران سیدنا ابا جان نے پوری طرح سے ان کا خیال رکھا۔ کھانے پر بیٹھتے ہی پوچھتے کہ پروفیسر صاحب کا کھانا گیا ہے یا نہیں۔ اور دن میں کئی بار مجھے ان کا خیال رکھنے کی تاکید فرماتے۔

اسی طرح سیدنا ابا جان نے میرے خسر کی بیماری کے آخری ایام میں ان کا بے حد خیال رکھا۔ کئی دفعہ خود تشریف لائے اور متعدد ڈاکٹروں کو بھی اپنے سامنے بٹھا کر علاج کے متعلق مشورے فرماتے رہے۔

ابا جان اپنے دامادوں سے بھی اپنے بچوں کی طرح محبت کرتے تھے۔ ایک دفعہ میں ابا جان کے ساتھ کراچی گئی میاں ساتھ نہیں تھے۔ ہم چاندنی رات میں کلفٹن کی سیر کے لئے گئے۔ سمندر کے کنارے سب چاندنی سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ سیدنا ابا جان ٹہلتے ہوئے ہمارے قریب آئے۔ ان کی کمی کو محسوس کرتے ہوئے فرمانے لگے ؎

احمد تیرے بغیر یہ سیر آبِ شور
جیسے کہ چاندنی کا ہو کھیت پیشِ کور

آپ کے دل میں اپنی جماعت کے ہر فرد کے لئے محبت تھی۔ آپ ہر کسی کی تکلیف سے بے چین ہو جاتے اور شب و روز اپنی جماعت کی بلکہ تمام بنی نوع انسان کی بہبودی اور خیر خواہی میں مصروف رہتے۔

میرے محبوب آقا ہر پہلو سے ایک مکمل انسان تھے۔ آپ کے زیرِ سایہ بیسیوں کنبے پرورش پاتے رہے جن میں بیوہ عورتیں اور یتیم بچے بھی شامل تھے۔ آپ ان کے نازک سے نازک جذبات کا بھی خیال فرماتے بچوں کی تعلیم و تربیت کا خاص خیال فرماتے۔ اور اپنے بچوں کی طرح بلکہ میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ اپنے بچوں سے بھی زیادہ ان سے حسنِ سلوک فرماتے گھر میں جو لوگ کام کاج کے لئے رکھے جاتے ان کے متعلق بھی تاکیدی حکم تھا کہ ان کے لئے نوکر کا لفظ استعمال نہ کیا جائے۔ اسی طرح ہمارے گھر میں سب کے لئے ایک ہی قسم کا کھانا تیار ہوتا۔ کام کرنے والوں اور بچوں کے کھانے میں کوئی تمیز نہ ہوتی۔ جو آپ کھاتے وہی ان کو کھلایا جاتا۔

آپ کو ہمسایہ کے حقوق کا بھی خاص خیال رہتا تھا۔ کھانے پر بیٹھتے ہی فرماتے کہ اپنے ہمسایہ کو بھی اس کھانے میں سے بھجوا دو۔

مضمون لمبا ہو گیا ہے اور واقعات ایک ایک کر کے ذہن میں آتے چلے جا رہے ہیں۔ حضور کے احسانوں کا تو کوئی شمار ہی نہیں اور نہ ہی میرے اس مختصر سے مضمون میں ان کا تحریر کرنا ممکن ہے۔

اب عشقِ الٰہی کا ایک واقعہ لکھنے کے بعد میں اپنا مضمون ختم کرتی ہوں غالباً ۱۹۴۰ء کا واقعہ ہے کہ سیدنا ابا جان اور جماعت کے بہت سے احباب نے حضور کے وصال کے متعلق خواب دیکھے جس پہ حضور نے جماعت کے نام ایک وصیت لکھی۔ جماعت کو جو محبت اپنے آقا سے تھی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اس وقت جماعت کا ہر بچہ۔ بوڑھا اور جوان اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز تھا اور لوگ روزے رکھ کر اور تہجد کی نماز میں اپنے محبوب آقا کی درازیٔ عمر کے لئے دعائیں کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ جو اپنے بندوں کی گریہ و زاری سن کر تقدیروں کو ٹال دینے والا ہے۔ اس نے جماعت کی دعاؤں کو سنا اور قبول فرمایا۔ اور جس طرح اس نے خوابوں کے ذریعہ آپ کے وصال کی خبر دی تھی۔ اسی طرح درازیٔ عمر کی خوشخبری بھی اپنے پیاروں کو دے دی سیدنا ابا جان نے بھی شاید کوئی خواب دیکھا کہ آپ کی عمر بڑھا دی گئی ہے۔ وہ نظارہ آج بھی میرے سامنے ہے جب سیدنا ابا جان مغرب کی نماز کے بعد کھانا کھانے کے لئے تشریف لائے۔ چوکی پر دسترخوان لگا ہوا تھا اور حضور تخت پر گاؤ تکیہ کے سہارے خاموش اور بہت ہی اداس لیٹے تھے۔ کئی بار آپا جان (سیدہ اُمِّ طاہر) نے کہا کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے۔ کافی دیر کے بعد آپ ایک دم اُٹھے اور دسترخوان کے قریب بیٹھ کر بڑے درد سے یہ شعر پڑھنے لگے ؎

ہم دونوں میں حائل تھی جو دیوارِ گراں وہ گر نہ سکی
قسمت میں جدائی لکھی تھی میں جا نہ سکا وہ آ نہ سکے۔

آپا جان نے کہا آج آپ اتنے اداس کیوں ہیں؟ کیا بات ہے؟ اور یہ شعر آپ نے کیوں پڑھا۔ فرمانے لگے میں تو سمجھا تھا کہ بس جلد ہی اب اپنے خدا سے جا ملوں گا لیکن تم لوگوں نے مجھے جانے نہ دیا۔

یہ جذبات خدا سے محبت کرنے والے اس سے عشق رکھنے والے، اس کے ہر حکم پر چلنے والے اس کے نام کو بلند کرنے والے اس کی توحید کا پرچم دنیا کے کونے کونے میں گاڑ دینے والے اور اس کی محبت میں دن رات سرشار رہنے والے بندے کے سوا کسی اَور کے لئے ممکن نہیں کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ وہ ہمیشہ اس کی رضا کی راہوں پر چلا۔ اس نے اس کی بتائی ہوئی تعلیم پر عمل کیا اور کروایا۔ اللہ اس سے خوش ہے اور وہ اللہ سے جب وہ اس کے حضور حاضر ہو گا تو وہ فوراً ہی اسے اپنی آغوشِ محبت میں لے لے گا۔

(الفضل ۔ ۱ر دسمبر ۱۹۶۶ء صفحہ ۳-۴)

"میں جماعت کو محبت بھرا پیغام بھجواتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کے ساتھ ہو۔ اگر ابھی میرے ساتھ مل کر کام کرنے کا وقت ہو تو وفاداری سے اور مجھے دیانتداری سے کام کرنے کی توفیق ملے اور اگر ہمارے تعاون کا وقت ختم ہو چکا ہے تو اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو اور آپ کے قدم کو ڈگمگانے سے محفوظ رکھے، سلسلہ کا جھنڈا نیچا نہ ہو۔ (دینِ حق) کی آواز پست نہ ہو۔ خدا کا نام ماند نہ پڑے۔ قرآن سیکھو اور حدیث سیکھو اور دوسروں کو سکھاؤ اور خود عمل کرو اور دوسروں سے عمل کرواؤ۔ زندگیاں وقف کرنے والے ہمیشہ تم میں سے ہوتے رہیں اور ہر ایک اپنی جائیداد کے وقف کا عہد کرنے والا ہو (قدرت ثانیہ کا نظام) زندہ رہے اور اس کے گرد جان دینے کیلئے ہر (احمدی) آمادہ کھڑا ہو صداقت تمہارا زیور، امانت تمہارا حسن اور تقویٰ تمہارا لباس ہو۔ خدا تعالیٰ تمہارا ہو اور تم اس کے ہو۔

(حضرت فضل عمر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروفیسر بشارت الرحمٰن

حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) کی یادیں

خاکسار نے ۱۹۴۱ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے فرسٹ ڈویژن میں بی اے آنرز کا امتحان پاس کیا۔ اور یونیورسٹی انعامی سکالر شپ جو اس وقت ۲۵/- روپے ماہوار تھا حاصل کیا۔ اس کے بعد میں پریشان تھا کہ آئندہ زندگی کے لئے کون سی راہ اختیار کروں۔ ۲۵/- روپے ماہوار میں تو میں اپنی مزید تعلیم کو جاری نہ رکھ سکتا تھا پھر یہ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کون سی لائن اختیار کروں۔ دوستوں۔ بزرگوں نے مختلف مشورے دیئے جنہوں نے اور بھی پریشان کر دیا۔ حضرت فضل عمر ایک میجر اپریشن کی وجہ سے صاحب فراش تھے۔ سلسلہ کے ناظروں تک کی ملاقاتوں کا سلسلہ بند تھا۔ ہر روز شام کے وقت غروب آفتاب تک قادیان کی بیرونی عیدگاہ میں جا کر خلوت میں دعا کرتا کہ اے اللہ تو خود ہی مجھے کوئی راستہ دکھلا مجھے تو اپنے مستقبل میں اندھیرا ہی اندھیرا نظر آتا ہے۔ حال حضرت فضل عمر کی خدمت میں دعا کے لئے عریضہ لکھ دیا کہ جب بھی حضور پڑھیں گے دعا کریں گے۔ خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ آئمہ کے مقام سے میں خوب واقف تھا کہ

ہزار سرزنی و مشکلے نگردد حل
چوں پیش او بروی کار یک دعا باشد

اگلے ہی دن حضور نے میرا عریضہ ملاحظہ فرما کر مکرم درد صاحب پرائیویٹ سیکرٹری کو حکم دیا کہ مجھے بلا کر حضور کے سامنے پیش کیا جاوے۔ حکم وصول ہونے پر خاکسار جب دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں گیا تو مکرم درد صاحب دریافت کرنے لگے کہ تم نے کیا لکھا ہے کہ حضور نے فوراً طلب فرمایا ہے۔ میں نے کہا کہ بس دعا کے لئے ہی لکھا تھا۔ خیر اوپر گیا تو حضور لیٹے ہوئے تھے۔ خاکسار سلام عرض کر کے سامنے بیٹھ گیا۔

فرمایا۔ جب تم نے میٹرک کے امتحان میں اعلیٰ پوزیشن لی تھی اسی وقت میں نے فیصلہ کیا تھا کہ تم نے انڈین سول سروس کے مقابلے کے امتحان میں شریک ہونا ہے کل ہی لاہور چلے جاؤ۔ برائے نام کسی بھی کالج میں داخلہ لے لو اور مقابلے کے امتحان آئی۔ سی۔ ایس کی تیاری شروع کر دو ماہوار اخراجات اور کتب وغیرہ کے ابتدائی اخراجات فوراً مجھے لکھ دینا۔ تمہارے لئے اور عبدالسلام کے لئے (جو بعد میں پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نوبل انعام یافتہ بنے۔ وہ اس وقت III ایئر میں داخل ہوئے تھے) میں جوبلی فنڈ سے وظیفہ منظور کرتا ہوں۔

خاکسار نے عرض کیا کہ بی اے تک تو میں احمدیہ ہوسٹل لاہور میں رہا ہوں وہاں تو رات دن گپ شپ خوب ہوتی ہے۔ وہاں رہ کر تو میں مقابلے کا امتحان نہیں دے سکتا۔ فرمایا۔ میں نے کب کہا ہے کہ احمدیہ ہوسٹل میں رہو۔ جہاں چاہو رہو۔ کل ہی روانہ ہو جاؤ۔ ۲۶ ر ۲۷ رمضان کی تاریخ تھی۔ میں نے کہا کہ حضور عید پڑھ کر جاؤں گا۔ فرمایا ہرگز نہیں کل ہی جانا ہے۔ خاکسار نے حکم کی تعمیل کی۔ گورنمنٹ کالج لاہور میں داخلہ لیا۔ برائے نام داخلہ حاصل کرنے کے لئے عربی ایم اے میں داخلہ لیا۔ نیو ہوسٹل گورنمنٹ کالج لاہور میں سب سے اوپر کی منزل میں پہلا کیوبیکل مل گیا۔ اور خاکسار مقابلے کے امتحان کی تیاری میں ہمہ تن مصروف ہو گیا۔ سارے اخراجات کا اندازہ کر کے خاکسار نے ۷۰/- روپے ماہوار طلب کئے جو حضور نے فوراً منظور کر لئے۔ مکرم درد صاحب سے ملا تو کہنے لگے تم بڑے بے وقوف ہو۔ ۷۰/- روپے طلب کئے حضور تو مجھے ۲½ صد ماہوار کا اندازہ بتا رہے تھے۔ میں نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ امام سے واسطہ نہ ہوتا تو شاید۔ میں ۲۵۰/- روپے ہی طلب کرتا۔ حضور کی نوجوانوں پر شفقت کے سلسلہ میں یہ واقعہ بیان کیا ہے

۱۹۴۳ء میں حضور ڈلہوزی پہاڑ پر مع اہل و عیال موسم گرما میں تشریف لے گئے۔ صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ہمارے موجودہ امام۔ (الرابع) اور صاحبزادہ مرزا انور احمد صاحب کو میٹرک کی تیاری کروانے کے لئے خاکسار کو ساتھ لے گئے۔ حضور روزانہ سیر کے لئے نکلتے۔ دیان کنڈ کی چوٹیوں اور کھجیار کی سیرگاہ کی طرف پکنک کے لئے بھی جاتے تو خاکسار راستے میں حضور سے مسلسل علمی سوالات کرتا۔ اور حضور جوابات سے نوازتے چلے جاتے لیکن میں سوالات کرنے میں حد سے ہی بڑھ گیا۔ حضور دیان کنڈ کی چوٹی پہ جاتے ہوئے بلندی پر چڑھ رہے تھے کچھ سانس پھولا ہوا تھا۔ اور میں تھا کہ اس حالت میں بھی سوال کرتا چلا جاتا آخر حضور نے فرمایا! "بھاڑ میں جائے تمہارا ڈاکٹر فائیڈ۔ تم تو مجھے سانس بھی نہیں لینے دیتے"۔ تب خاکسار کو اپنی غلطی پر شدید ندامت ہوئی اور خاموش ہو گیا۔ ان دو تین مہینوں میں مجھے اس قدر علمی سیری حاصل ہوئی کہ بس مزہ ہی آ گیا جو اب تک آ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بلند سے بلند درجات عطا فرمائے۔

اعلان تعطیل

۲۰، فروری کو یوم فضل عمر کی وجہ سے دفتر الفضل بند رہے گا۔ اس لئے اس روز پرچہ شائع نہ ہوگا۔ قارئین اور ایجنٹ حضرات نوٹ فرمالیں۔

سچی بوٹی ٹنکچر
ہومیو پیتھک طریق پر تیار کردہ
سچی بوٹی ٹنکچر
پینے میں آسان فوری اثر کیلئے
قیمت فی اونس ۳۰/-
کیور ویل میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ربوہ
فون سیلز : کلینک : رہائش ڈاکٹر
۶۰۷ : ۶۰۶ : ۷۷۱

Al-Furqan Motors LIMITED
AUTHORISED DEALERS OF NATIONAL MOTORS LTD
FOR GANUINE TOYOTA PARTS

ٹویوٹا گاڑیوں کے ہر قسم کے اصلی پرزہ جات درج ذیل پتہ پر حاصل کریں۔
الفرقان موٹرز لمیٹڈ
۴۷۔ تبت سنٹر ایم اے جناح روڈ
کراچی ۳
فون
۷۲۴۶۰۶
۷۲۴۶۰۷
۷۲۴۶۰۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جماعت احمدیہ کی دوسری صدی احباب جماعت کو مبارک ہو

صد شکر ہے خدایا، صد شکر ہے خدایا، تُو نے یہ دن دکھایا

Shezan

The Largest Processors of Fresh Fruit Products

Fruit Juices & Squashes, Jams, Jellies, Marmalades, Pickles, Ketchup, Garden Peas, Vegetables etc.

Shezan International Limited, BUND ROAD, LAHORE

adcom S198C15

شیزان انٹرنیشنل لمیٹڈ

بند روڈ ...... لاہور